رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

اردو رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۷ ۔ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء ۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۷ھ ۔ جلد ۲۷

چندہ سالانہ اندرون ہندوستان تین روپے ... بیرون ہند ...

مستحق طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے اڑھائی روپے

فہرست مضامین

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پادری سے گفتگو	۲۴۱ – ۲۴۹	مولانا اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری
البیان الصریح رد عمدۃ التنقیح	۲۴۹ – ۲۶۵	حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی
کیا بائیبل الہامی کتاب ہے	۲۶۵ – ۲۶۸	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر
تواریخی شذرات	۲۶۸ – ۲۷۲	"
مقتبسات ملتقطات	۲۷۳ – ۲۸۰	(ماخوذ)

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا۔

نشر فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷ جون کے مبارک جلسے

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک کے مطابق تمام ہندوستان میں ۱۷ جون کو جلسے ہوئے جن کی رپورٹیں الفضل میں شائع ہو رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ لاہور۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ دہلی۔ نہایت کامیاب اور پُررونق جلسے ہوئے۔ ہر مذہب و ملت کے اصحاب (رجال ونساء) نے جمع ہو کر دنیا کے نجات دہندے کے احسانات کا اقرار کیا۔ یہ مبارک تحریک نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو کسی ایک مرکز پر جمع کرنے کیلئے مفید ہے۔ بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی بھی ایک ہی کارگر تدبیر ہے امید ہے ایسے جلسے ہر سال ہُوا کرینگے۔ افسوس ہے بعض لوگوں نے مسلمان کہلاتے ہوئے۔ اس تجویز کی مخالفت میں کوشش ناکام کی۔ اور انہیں سوائے اپنا باطن ظاہر کرنیکے کچھ فائدہ نہ ہُوا +

الفضل خاتم النبیّین نمبر

اس مبارک تقریب پر الفضل کا ایک خاص نمبر ۸۰ صفحے حجم پر نکلا ہے جسکی سات ہزار کاپیاں نکل چکی ہیں اور چار ہزار مزید تیار ہیں۔ امید ہے ریویو آف ریلیجنز کے ناظرین بھی یہ پرچہ منگوا کر نہ صرف خود اپنے ایمان و اخلاص و معلومات میں ترقی حاصل کرینگے بلکہ دوسرے کلمہ گو بھائیوں اور غیر مسلموں میں بھی اسکی اشاعت کا ثواب لینگے قیمت فی پرچہ ۴ محصولڈاک فی پرچہ آدھ آنہ۔ اس پرچے میں بیس ۲۰ مردوں چودہ ۱۴ عورتوں کے مضامین ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ایسے جامع مدلل مضامین کا مجموعہ اس سے پیشتر کبھی شائع نہیں ہوا۔ اسلئے پرچے ختم ہونے سے پہلے منگوا لینے چاہئیں +

اگست کا رسالہ وی پی ہوگا

جیسا کہ پچھلے رسالے میں اطلاع دیگئی تھی۔ اگست کا رسالہ ۱۵ اگست کو ان اصحاب کے نام وی پی ہوگا جنہوں نے تاحال ۱۹۲۸ء کی قیمت پیشگی ادا نہیں فرمائی۔ یا انکا چندہ سالانہ ختم ہو چکا ہے۔ بعض ایسے خریداروں کے نام بھی شامل ہیں جن سے ۱۹۲۷ء کا چندہ بھی ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب کرام وی پی بصیغہ انکاری واپس فرمائینگے بلکہ جس طرح بھی ہوسکے یہ وی پی وصول کرلینگے تاکہ ہم اطمینان اور جمعی سے کام کر سکیں رسالہ خدا کے فضل سے گذشتہ آٹھ سال میں ایک دفعہ بھی لیٹ نہیں ہوا۔ اور ہمیشہ مقررہ حجم پر مفید علمی مذہبی مضامین کو شائع کرتا رہا ہے۔ اسکی قدردانی آپکا کام ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بارہا سفارش فرما چکے ہیں + (منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

صداقت حضرت مسیح موعودؑ

پر

ایک پادری سے گفتگو

فروری ۱۹۲۸ء کے آخری ایام تھے گجرات (پنجاب) میں عیسائیوں کے لیکچر ہوئے۔ لیکچر کے اختتام پر سوالات کا موقعہ رکھا گیا تھا۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ نے خاکسار کو وہاں بھیجا۔ اور تین دن تک مختلف مضامین پر سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ آخری روز پادری عبد الحق صاحب نے مضمون کا عنوان نہ بتلایا۔ اور اچانک حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف زبان درازی شروع کردی اور عامّۃ المسلمین کو مختلف طریقوں سے متنفر کرنا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو ناکامی اور ذلّت انہیں اس موقعہ پر نصیب ہوئی وہ مُدّتوں یاد رکھینگے چنانچہ اسکے بعد خانیوال میں بھی اسی رسوائی کا رونا رو رہے تھے۔ اور ایک عیسائی ڈاکٹر کے سامنے انہوں نے اسی ذلّت کا اعتراف کیا۔ کیوں نہ ہو جبکہ خدا کا قول ہے "انّی مھینٌ من اراد اھانتك"۔ چونکہ عام طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف عیسائیت کی طرف سے وہی اعتراضات پیش ہوتے ہیں اسلئے افادہ عام کی خاطر ہم اس گفتگو کو مختصر طور پر درج ذیل کرتے ہیں۔ لیکن اس سے پیشتر مقامی اخبار "القصاص" گجرات (غیر احمدی پرچہ) کی رائے ملاحظہ ہو۔ تحریف بائیبل کی گفتگو کے متعلق لکھا ہے:۔

"پادری عبد الحق صاحب لاجواب ہوگئے"

گجرات ۲۸ر فروری۔ تین چار یوم سے یہاں پادری عبد الحق صاحب کا روزانہ لیکچر ہو رہا تھا۔ گذشتہ شب ان کا لیکچر اس موضوع پر تھا۔ کہ موجودہ بائیبل وہی اصلی کتاب ہے اور اس میں کوئی تحریف اور کمی بیشی نہیں کی گئی۔ جسکے جواب میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے کئی حوالے پیش کئے ملکہ مختلف اڈیشنوں کی بائیبل سامنے رکھ کر یہ ثابت کردیا کہ بیسیوں آیتیں جو ایک میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقصد سوم

مہدی کی جائے ظہور کے بارے میں ایک حدیث ہے جو جواہر الاسرار قلمی اور حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۲ پر منقول ہے کہ یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ۔ کہ مہدی ایک گاؤں سے نکلیگا جسکو کدعہ کہا جائیگا۔ چنانچہ قادیان کو بھی لوگ کادیاں کہتے ہیں اور عوام کی بول چال میں کادی مشہور ہے جو کدعہ سے ملتا جلتا ہے۔

بہائی۔ کدعہ اصل میں دال مہملہ سے نہیں بلکہ برائے مہملہ ہے نیز بضم کاف حجج الکرامہ ملاحظہ ہو کہ اسکا املا کرعہ برائے مہملہ ہے۔ کیونکہ عربی میں رائے مہملہ کا رسم الخط دال مہملہ سے مشابہ ہے۔

احمدی۔ جب اصل کتاب میں دال مہملہ سے ہے اور برائے مہملہ نہیں ہے تو آپکا قول کسی طرح درخورِ اعتناء نہیں ملاحظہ ہو اصل کتاب جواہر الاسرار قلمی آپ فرماتے ہیں "رائے مہملہ کا رسم الخط دال مہملہ سے مشابہ ہے" پھر کیا ہوا؟ کیا اس رکیک عذر کی بناء پر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہاں بھی دال کی بجائے را ہے اگر یہی دُور اندیشی ہے تو اندیشہ ہے کہ کہیں جناب الحمد للہ کو برائے مہملہ پڑھکر تصحیف کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں اور لگیں اَلْحُمْرُ لِلّٰہ پڑھنے اور علی محمد باب کو علی حُمَرْ باب۔ اور عبد البہاء کو عُبْرُ البہاء اور بغداد کو بغرار نہ کہنے لگ جائیں۔

بہائی۔ مگر کُرعہ اصل میں بکاف عربی و رائے مہملہ مشدد ہے یعنی کُرّ تشدید کو آسانی سے ادا کرنیکے لئے ع اور ہ سے بدل لیا۔ کرعہ زبان پر ثقیل نہیں ہے۔

احمدی۔ چلو یوں ہی سہی کہ اصل میں کُرّ ہے۔ آپکی یہ بات بھی ہمارے لئے مضر نہیں۔ کیونکہ ہم کہینگے کہ پھر یہ "کُرد اسفور" کا مخفف ہے۔ جس میں قادیاں واقع ہے۔ پس جب بھی یہ قادیان میں ہی رہا۔

بہائی۔ "اور جو آپ ضد کریں کہ نہیں دال ہی ہے تو کدّہ بھی مضافات مرو میں ایک گاؤں ہے۔ اور مرو خراسان میں ہے اور خراسان فارس میں ہے۔

احمدی۔ اگر "کدہ مضافات مرو میں ایک گاؤں" ہے تو ہُوا کرے۔ جب وہاں پر کسی نے مہدویت کا دعوٰی ہی نہیں کیا تو صرف خالی نام سے کیا ہوتا ہے۔ یوں تو پنجاب کے ضلع گجرات میں بھی مدینہ ایک گاؤں کا نام ہے تو کیا صرف نام سے یہ مدینہ حجاز والا مدینہ بنجائیگا؟

پھر جب مرو جس میں کدہ ہے "خراسان میں ہے اور خراسان فارس میں ہے"، تو اسی خراسان سے جو "فارس میں ہے" حضرت مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ نکلکر ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ اسکے متعلق پنجاب گورنمنٹ کی سرکاری شہادت جو تمام شہادتوں سے محکم ترین شہادت ہے موجود ہے ملاحظہ ہو:۔ "چیفس پنجاب"۔ پس جب بھی حدیث یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ کے صحیح مصداق حضرت مرزا صاحب ہی رہینگے۔ کیونکہ اس صورت میں خراسان والوں میں سے "جو فارس میں ہے" صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ ہی نے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن اس کا مصداق باب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خراسان کا رہنے والا نہ تھا۔

قادیان ۳۳ درجہ طولانی خط استوا میں واقع ہے۔ اور یہ وہی طول بلد ہے جس میں دمشق ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دمشق سے اُسکی سمت مشرقی ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ مسیح موعودؑ کا نزول جانب شرق دمشق سے ہوگا۔

بہائی۔ ترمذی کی حدیث جو نواس بن سمعان کی روایت سے ہے اسمیں یوں مذکور ہے کہ مسیح دمشق کے شرقی جانب منارۂ بیضاء کے نزدیک اُتریگے۔ اس سے آپ قادیان کو مراد لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اتفاق سے دمشق کے مشرق جانب ہے۔ اگرچہ دونوں میں بُعد المشرقین ہے۔ مگر منارۂ بیضاء کی تخصیص جو اَب بھی دمشق کے مشرق جانب موجود ہے۔ آپ اُٹھائے دیتے اور اتنے بڑے پتے کو رائیگاں سمجھتے ہیں۔

احمدی۔ جواباً عرض ہے کہ بخاری کی وہ حدیث جسمیں بیان ہے کہ رجل فارسی ایمان کو ثریا سے اُتار کر لائیگا۔ اس سے آپ سید علی محمد باب کو مراد لیتے ہیں۔ "کیونکہ وہ اتفاق سے" فارس میں پیدا ہوا تھا۔ (جیسا کہ اور بھی کئی پارسی اور عیسائی ہوئے ہیں) اگرچہ اس نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اس حدیث کا مصداق ہے۔ لیکن الایمان یعنی قرآن شریف کو اُتار کر لانے کی تخصیص جو حدیث میں صاف موجود ہے آپ نظر انداز کیئے دیتے اور اتنے بڑے پتے کو رائیگاں سمجھتے ہیں۔

جناب کو واضح رہے کہ دمشق میں کوئی منارۂ بیضاء نہیں ہے۔ یہ آپکی سراسر نادانی ہے جو ایسا سمجھتے ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو کسی عرب سے یا دمشق میں کسی آنے جانیوالے سے پوچھ لیں

بہائی۔ یہ کونسی بلاغت ہے کہ ذکر تو مقصود ہوتا قادیان کا جو ہندو پنجاب میں واقع ہے۔ اور شام کا شہر دمشق اُسکی سمت بتانے کے لئے فرمایا جاتا۔ کیا ہندوستان میں کوئی شہر اس غرض کیلئے موجود نہ تھا۔

احمدی۔ اور یہ کونسی فصاحت ہے کہ ذکر تو مقصود ہوتا اس امر کا کہ مہدی نیا دین لائیگا اور اسلام کو اکر منسوخ کریگا جو قرآنی شریعت ہے۔ اور ینفخ الروح فی الاسلام و یعز اللّٰہ بہ الاسلام بعد ذلتہٖ الخ کے الفاظ اس مضمون کو ادا کرنے کے لئے فرمائے جاتے۔ کیا عربی زبان میں کوئی لفظ اس غرض کیلئے موجود نہ تھا؟

یہ تو ہوا الزامی جواب۔ اب تحقیقی جواب سنو! کہ خدا تعالیٰ نے مسیحؑ کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رُو سے حضرت مسیحؑ اور حضرت امام حسینؑ سے مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ دمشق یزید کا پایۂ تخت رہ چکا ہے اور جس جگہ سے طرح طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے۔ اور یزیدیوں کو ان یہودیوں سے بہت مشابہت ہے جنہوں نے حضرت مسیحؑ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت میں تھے۔

پس مسیحؑ کا دمشق میں اُترنا دلالت کرتا ہے کہ اُمت محمدیہ کا کوئی فرد جسکو حضرت مسیحؑ سے غایت درجہ کی مماثلت ہوگی یزیدی طبع لوگوں کو جو مثیل یہود ہونگے تنبیہ اور ملزم کرنیکے لئے اُتریگا۔ کیونکہ یزیدی طبع لوگ یہودیوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔

اس لئے دمشق کا لفظ صاف طور پر بیان کرہا ہے کہ مسیحؑ جو اُترنے والا ہوگا وہ اسرائیلی مسیحؑ نہیں ہوگا بلکہ اُمت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔

دوسرے یہ کہ دمشق اُس زمانہ میں تمام عرب میں بہت مشہور تھا۔ اور عرب کا بچہ بچہ دمشق کو جانتا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے تکلموا الناس علیٰ قدر عقولھم کے مطابق اُنسے کلام کیا کیونکہ وہ لوگ اُمّی تھے اور ملکوں کا جغرافیہ نہ جانتے تھے۔ بلکہ اکثر تو ایسے تھے جو ملک ہند سے بھی ناواقف تھے۔ تو کس طرح ممکن تھا کہ ہندوستان کا کوئی شہر قادیان کی سمت بتانے کیلئے فرمایا جاتا جب بالعموم وہ لوگ خود ہند سے بھی ناواقف تھے۔

تیسرے دمشق کا لفظ اسلئے بھی ذکر کیا گیا کہ یہیں سے تثلیث کی ابتداء ہوئی ہے۔ اور پولوس نے اسی جگہ پر تثلیث کا مسئلہ ایجاد کر کے شرک کی بنیاد ڈالی ہے پس دمشق کے لفظ میں یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعودؑ تثلیث کو آکر مٹائیگا اور صلیبی مذہب کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ مغلوب کرے گا۔ جیسا کہ حدیث یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر الخ دلالت کرتی ہے۔ اور اسلام کو تمام دینوں پر دلائل کی رُو سے غالب کر دیگا۔ جیسا کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ الخ کا منشاء ہے۔

چوتھے۔ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح آنیوالے مسیحؑ سے وہ مسیحؑ مراد نہیں جسپر انجیل نازل ہوئی تھی۔ جیسا کہ اہل بہاء کو بھی مسلّم ہے۔ اسی طرح دمشق سے وہ دمشق مراد نہیں جو ملک شام میں ہے۔ پس جس طرح مسیحؑ سے حضرت مسیح ابن مریم کا مثیل اور اُن کی خُوبُو پر آنیوالا کوئی شخص مراد ہے۔ اسی طرح دمشق سے وہ جگہ مراد ہے جس میں دمشق کی خاصیت پائی جائے۔

پانچویں۔ دمشق کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جس طرح دمشق حکومت کا دار الخلافہ اور مرجع خلائق رہ چکا ہے۔ اسی طرح وہ مقام جہاں مسیح موعودؑ کا نزول ہوگا۔ مرجع خلائق ہو کر تمام عالم میں مشہور ہو جائیگا۔

چھٹے۔ ظاہری الفاظ کی رُو سے بھی اس کا مصداق حضرت اقدسؑ ہیں۔ اور آپ ہی پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔ اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق (رواہ مسلم) کہ اللہ تعالیٰ مسیحؑ کو مبعوث فرمائیگا پھر وہ دمشق کے شرقی جانب منارہ بیضاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے قریب نازل ہوگا۔

بعثت کا لفظ بتاتا ہے کہ مسیح آسمان سے نازل نہیں ہونگے اللہ تعالیٰ انکو زمین پر ہی دیگر انبیاء کی طرح مبعوث فرمائیگا۔ پھر وہ دمشق میں بطور مسافر و مہمان اُتریں گے۔ چنانچہ آج سے ۳۴ سال قبل المسیح الموعود نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷ پر بطور پیشگوئی لکھا ہے:۔

وقد اُشیرَ فی بعض الاحادیث انّ المسیح الموعود والدجال المعھود یظھران فی بعض البلاد المشرقیۃ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الیٰ ارض دمشق الخ

کہ بعض حدیثوں میں اشارہ ہے کہ مسیح موعودؑ بلاد مشرقیہ میں ظہور فرمائیں گے پھر اسکے بعد خود مسیحؑ یا انکے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی زمین کی طرف سفر کریگا۔

پس یہ معنی ہیں اُس حدیث کے جو صحیح مُسلم میں آتی ہے کہ عیسیٰؑ دمشق میں منارہ کے پاس نازل ہوگا۔ کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں جو دوسرے ملک سے آئے۔ اور مشرق کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ دمشق میں بلاد مشرقیہ یعنی ملک ہند سے آئیگا۔ اور میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالا گیا ہے کہ الفاظ عند المنارۃ دمشق۔ میں اسکے ظہور کا وقت بتایا گیا ہے کیونکہ اسکے حروف کے اعداد اُس ہجری سنہ کو بتلاتے ہیں جس میں مجھے اللہ نے مبعوث کیا۔ (سنہ ۱۲۹۰ھ) اور لفظ المنارہ۔ میں یہ اشارہ ہے کہ دمشق کی زمین مسیح موعودؑ کے ذریعہ انواع و اقسام کی بدعات سے نکل کر روشن ہوگی۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ جو حضرت مسیح موعودؑ کے موعود فرزند ارشید اور خلیفۂ دوم ہیں ۱۹۲۴ء میں مع بارہ حواریوں کے ارض دمشق میں نازل ہوئے۔ اور ٹھیک دمشق کے دروازہ میں نزول فرمایا۔ اُس حدیث کے مطابق جس میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مسیحؑ دمشق کے دروازہ میں منارہ کے پاس نزول کریگا۔ چنانچہ سنترال ہوٹل جس میں حضرت نے قیام فرمایا وہ دمشق کا دروازہ ہی ہے۔ اور مسجد منجقدار کے منارہ کے شرقی جانب ہے۔ اور ٹھیک تین دن جو نزیل کی حدیث میں مُدّت بیان ہوئی ہے حضور وہاں ٹھیرے۔

پس ظاہر الفاظ کے مطابق بھی یہ پیشگوئی حضرت اقدسؑ پر ہی صادق آتی ہے۔ کیونکہ اتباع اپنے متبوع کے حکم میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ

" اگر کسی کے دل میں یہ خلجان پیدا ہو کہ بعض احادیث کی اس آنیوالے مسیحؑ کیحالت سے بظاہر مطابقت نہیں معلوم ہوتی جیسی کہ مُسلم کی **دمشقی حدیث**۔ تو اوّل تو جواب اس کا یہی ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"درحقیقت یہ سب استعارات ہیں اور مکاشفات میں استعارات غالب ہوتے ہیں۔ بیان کچھ کیا جاتا ہے اور اس کی مراد کچھ لیا جاتا ہے۔"
(ازالہ اوہام)

پھر فرماتے ہیں:۔

"کہ اگر ظاہر پر ہی ان بعض مختلف حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جائے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیحؑ کا مرتبہ رکھتا ہو۔ اور ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ متبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے کہ گویا ہم نے خود اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں..... جو ہماری راہ پر چلتا ہے وہ ہم سے جدا نہیں۔ اور جو ہمارے مقاصد کو ہم میں ہو کر پورا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ہی وجود میں داخل ہے۔ اسلئے وہ جزو اور شاخ ہونے کی وجہ سے مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں بھی شریک ہے۔ کیونکہ وہ کوئی جدا شخص نہیں" ازالہ اوہام طبع اوّل صفحہ ۴۱۵

پھر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیحؑ سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اتریگا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کریگا" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶ طبع اوّل)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"اس مسیحؑ کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذرّیت میں سے ہے۔ جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے، کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۸)

اب صاف ثابت ہوگیا کہ یہ پیشگوئی اپنے ظاہر الفاظ کے مطابق بھی حضرت مرزا صاحب پر پوری ہوئی۔ کیونکہ اتباع متبوع کے حکم ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کشف میں دیکھا کہ مجھے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دیگئی ہیں۔ لیکن آپؐ کا وصال ہوگیا اور یہ واقعہ آپؐ کے زمانہ میں نہ آیا۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ گویا حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر آنحضرت صلعم کا ہی وجود تھا۔ اور عالم وحی میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا تھا۔

بہائی۔ فارس بھی دمشق سے مشرق کی طرف ہے اگر آپکے ہی معنی اور مراد سے دیکھا جائے تو بہ نسبت پنجاب کے فارس ہی کا حق شفع دمشق پر رہیگا نہ پنجاب کا۔

احمدی۔ فارس کا حق شفع دمشق پر اسوقت رہیگا جبکہ فارس کا کوئی مسلمان۔ حامی شریعت قرآن۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہدویت کا دعویٰ کرے۔ ورنہ یوں تو کل کو اگر کوئی عیسائی فارس کا باشندہ اٹھکر دعویٰ کردے اور آپکی طرح استدلال کرے اور کہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ مہدی خراسان سے ظاہر ہوگا۔ اور چونکہ میں فارسی النسل اور خراسانی ہوں۔ اسلئے اس حدیث کا مصداق ہوں۔ تو کیا آپ اٰمنّا و صدّقنا کہکر جھٹ اسکی تائید میں ایک جعلی مباحثہ شائع کر ماریں گے؟ اور فرمائیں۔ کہ چونکہ "مہدی کے بارہ میں بکثرت روایات آئی ہیں کہ وہ مشرق سے آئیگا" اور مشرق سے مراد فارس ہے۔ "لہٰذا انصاف یہ ہے کہ اسی کو حدیث کا مصداق سمجھا جائے" اور اگرچہ ہندوستان بھی دمشق سے مشرق کی ہی طرف ہے "مگر پہلے فارس واقع ہے۔ اور ہندوستان تو افغانستان۔ بلوچستان کے کہیں بعد میں ہے"۔ اسلئے "بہ نسبت پنجاب کے فارس ہی کا حق شفع دمشق پر رہیگا"۔

گر ہمیں مکتب است ہمیں ملا ❖ کار طفلاں تمام خواہد شد

جناب مفتی صاحب! جب تک کوئی مہدویت و مسیحیت کا دعویٰ کرنیوالا اُس اصل کے ماتحت نہ آئے جو حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی تائید اسلام شریعت قرآن کی حمایت میں۔ تب تک اُس کا دعویٰ قابل قبول نہیں۔ اور اسلام سے مراد خاص شریعت قرآن ہے۔ ورنہ یوں تو عیسائی بھی اپنے آپکو "حقیقی اسلام" کا متبع کہتے ہیں۔ دیکھو انکا ٹریکٹ حقیقی اسلام۔

بہائی۔ جناب مرزا صاحب دراصل مسیح کے نزول دمشق ہی کے صاف الفاظ سے متاثر نظر آتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانے میں خاصکر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے"

اس عبارت سے تو سارے دعوے کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور کیوں جناب آئندہ زمانے میں ظاہر ہونیوالا بھی تو موعود ہی ہوگا۔ تب تو مسیح موعود بھی زیادہ یا کم از کم دو ہوئے۔ پھر چودھویں صدی کی تخصیص کی کیا حقیقت ٹھیری .... ظاہر ہے کہ مرزا صاحب وہ شخص نہیں۔ کیونکہ ایک اور جگہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "میں نے کبھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ شاید اسلام کی پیشین گوئیوں کے ظاہر اور کامل معانی کسی دوسرے مسیح موعود کی جانب راجع ہوں"

پس جب مرزا صاحب خود اپنے آپکو پیشگوئیوں کے ظاہر اور کامل معانی کا مصداق نہیں ٹھیراتے۔ تو اگر مثلاً شیٔ حق بھی ایسا ہی سمجھے تو یہ اس کا حق ہی نہیں بلکہ اسکے ایمان کی روشن اور مبین دلیل ہے۔

احمدی۔ اس کا جواب حضرت اقدسؑ کی زبان مبارک سے سنو! اسی کے آگے فرماتے ہیں:۔

ہاں ان کی یہ خاص مراد کشفاً و الہاماً و عقلاً و فرقاناً مجھے پوری ہوتی نظر نہیں آتی کہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ سچ مچ کسی دن حضرت مسیحؑ کو آسمان سے اُترتے ہوئے دیکھیں گے۔ سو اس بات پر ضد کرنا کہ ہم تب ہی ایمان لائیں گے کہ جب مسیحؑ کو اپنی آنکھوں سے آسمان سے اُترتا ہوا مشاہدہ کریں گے۔ ایک خطرناک ضد ہے۔ اور یہ قول اُن لوگوں کے قول سے ملتا جلتا ہے جن کا ذکر اللہ جلشانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وہ حتّٰی نری اللّٰہ جھرۃً کہتے رہے اور ایمان لانے سے بے نصیب رہے" ازالہ اوہام ص۲۰

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"بذریعہ الہام میرے پر بتصریح کھولا گیا ہے کہ وہ مسیحؑ جو اس اُمّت کے لئے ابتداء سے موعود تھا میں ہی ہوں" ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ ص۷

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

"وہ مسیح موعودؑ جسکے آنیکا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے یہ عاجز ہی ہے" ازالہ اوہام ص۶۵۲

پس حضرت اقدسؑ کا یہ فرمانا کہ مثیل مسیحؑ کئی ہو سکتے ہیں اور "ممکن ہے کہ دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیحؑ پیدا ہو جائے" یہ ثابت نہیں کرتا کہ موعود مسیحؑ آپؑ نہیں یا یہ کہ خود مسیح بن مریم ہی تشریف لائینگے چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"آپ غلطی پر ہیں مسیحؑ تو آچکا لیکن آپنے اُسکو شناخت نہیں کیا ۔۔۔ اگر یہ عاجز مسیح موعودؑ ہونے کے دعوےٰ میں غلطی پر ہے۔ تو پھر آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپکے خیال میں ہے اِنہی دنوں میں آسمان سے اُتر آوے" ازالہ اوہام ص۱۵۵ طبع اوّل

رہا یہ اعتراض کہ "آئندہ ظاہر ہونیوالا بھی تو موعود ہی ہوگا۔ تب تو مسیح موعود بھی زیادہ یا کم از کم دو ہوئے" اسکے جواب میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ وہ مسیح موعودؑ جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رُو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آگیا۔ اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشگوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا ۔۔۔۔۔ پھر بعد اسکے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ظاہر پر ہی ان بعض مختلف حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جائے۔ تب بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیحؑ کا مرتبہ رکھتا ہو ۔۔۔۔ بالخصوص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب بعض متبعین فنا فی الشیخ کی حالت اختیار کر کے ہمارا ہی روپ لیلیں اور خدا تعالیٰ کا فضل ظلی طور پر انہیں وہ مرتبہ بخش دیوے جو ہمیں بخشا ہے تو اس صورت میں ... وہ ہم سے جدا نہیں اور ہمارے ہی وجود میں داخل ہیں۔ اسلئے وہ شاخ اور جزو ہونیکی وجہ سے مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں بھی شریک ہیں۔ پس اگر ظلی طور پر وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاویں اور موعود میں بھی داخل ہوں تو کچھ حرج نہیں کیونکہ گو مسیح موعودؑ ایک ہی ہے۔ مگر اُس ایک میں ہو کر سب موعود ہی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۱و۱۷۲ طبع دوم

حضرت صاحبؑ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :-

"سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونیوالا ابن مریم یہی ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۹ طبع اول)

پھر فرماتے ہیں :-

"اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔ مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر روحانی باپ کے پیدا ہوا" ازالہ اوہام

پس اب یہ بات صاف ہو گئی کہ وہ مسیح موعودؑ جسکا وعدہ تورات۔ انجیل۔ قرآن اور احادیث اور دیگر الہامی صحیفوں میں دیا گیا تھا وہ آپؑ ہی ہیں ہاں مثیل مسیحؑ آپؑ کی اتباع میں اور بھی کئی ہو سکتے ہیں لہٰذا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ "تب تو مسیح موعود بھی زیادہ یا کم از کم دو ہوئے"

معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؑ کی اُن عبارات کا وہ مطلب نہیں جو بہائی مفتی نے اپنی کج فہمی سے سمجھا ہے۔ کیونکہ وہ موعود مسیحؑ جس کا انتظار تمام اُمت محمدیہ کو ہے وہ آپؑ ہی ہیں وغیرہ۔ ہاں احادیث کے ظاہری معنوں کے مطابق بھی آیندہ کوئی مسیحؑ ہو تو ممکن ہے۔ لیکن وہ کوئی علیحدہ مسیحؑ نہ ہوگا۔ بلکہ حضرت صاحبؑ کے کامل متبعین میں سے ہوگا اور آپؑ کے ہی وجود میں داخل ہوگا۔ پس اس لحاظ سے ایک ہی مسیح موعودؑ ہوا دو نہ ہوئے۔

بہائی - موعود نبیوں کو خدا نے موعود مقامات پر وارد ہونے سے محروم نہیں رکھا کہ جس سے انہیں ایسے عجز اور اپنے کامل مصداق نہ ہونیکا اظہار کرنا پڑتا۔

احمدی - حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے بھی مطابق پیشگوئی موعود مقامات پر ہی ورود و نزول فرمایا۔ ملاحظہ ہوں احادیث جن میں بیان ہے کہ مہدی مشرق میں ہوگا۔ آپ نے مشرق میں ظہور فرمایا۔ ترمذی میں حدیث ہے کہ مسیحؑ دمشق کے مشرق منارۂ بیضاء کے نزدیک اتریں گے۔ حضرت مرزا صاحبؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی دمشق کے مین مشرق میں نازل ہوئے۔

پھر حدیث میں ہے یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا قدعہ الخ کہ مہدی ایک گاؤں سے ظاہر ہوگا جسکو کدعہ کہا جائیگا۔ چنانچہ آپ اسکے مطابق قادیان سے جسکو لوگ کادی کادی کہتے ہیں ظاہر ہوئے۔

پھر ایک اور حدیث ہے جس میں بیان ہے کہ مہدی خراسان سے نکلیگا چنانچہ اسکے مطابق آپکے دادا ٹھیک خراسان سے آکر ہندوستان میں وارد ہوئے۔

بہائی۔ حضرت باب مکہ معظمہ اور ایران کے علاقہ جات خراسان وغیرہ میں ظہور فرما ہوئے۔

احمدی۔ "حضرت باب" کا ظہور کیا ہوا۔ بھان متی کا تماشا ہوا۔ کبھی مکہ معظمہ میں ظہور فرماتے ہیں کبھی "ایران کے علاقہ جات خراسان وغیرہ میں ظہور فرما" ہوتے ہیں۔ اور کبھی "ایران کے شہر شیراز میں ظہور" فرماتے ہیں۔ آپ بھی بُت ہرجائی ہیں کہ ہر مقام پر پارٹ ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن کام پھر بھی نہیں بنتا ہر جگہ ناکام نظر آتے ہیں افسوس ہے

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں ؞ اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی

بڑے اعجوبے کی بات ہے کہ کبھی وہ شیراز میں ظہور فرماتے ہیں کبھی مکہ معظمہ میں۔ اور کبھی خراسان وغیرہ میں (کیوں نہ ہو کرامتِ اولیا برحق ہے)

خوب یہ منطق بھی خوب رہی کہ حضرت باب "در مکہ معظمہ میں ظہور فرما ہوئے" کوئی دلیل تو دی نہیں اور مکہ معظمہ میں ظہور فرما یوں ہی بہہ گئے۔ مفتی صاحب ذرا عقل سے کام لو۔ ہمارے لئے آپکا صرف یہ کہدینا کہ "باب مکہ معظمہ میں ظہور فرما ہوئے" کیونکر حجت ہو سکتا ہے آپکے "حضرت بہاء اللہ" فرماتے ہیں "ہر دعویٰ را برہان باید" (باب الحیات ص۱۴۲) اسلئے جبتک کوئی خارجی دلیل نہ ہو۔ تب تک آپکا دعویٰ قابل قبول نہیں۔ ہاں عالم خواب میں اگر حضرت باب مکہ معظمہ میں ظہور فرما ہوئے ہوں۔ تو ہو سکتا ہے لیکن اُنکو اپنے اس جسم کثیف کے ساتھ مکہ معظمہ جانا کبھی نصیب نہیں ہوا اور پھر جبکہ سنہ ۱۲۶۰ھ میں شریعت قرآن منسوخ ہو چکی تھی۔ تو "حضرت باب باراده حج۔ بیت اللہ" کو کیوں گئے؟ کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپکے حضرت بہاء اللہ ایقان میں فرماتے ہیں "جمیع ماموریاتباع آں بودہ تا ظہور بدیع در سنہ ستین" ایقان ص۱۶۵ کہ قرآن کی شریعت کے اتباع کا حکم سنہ ۱۲۶۰ھ تک کے لئے تھا۔ اب دونوں میں سے ایک ضرور غلط ہے۔ اگر باب کا حج کرنا صحیح ہے تو بہاء اللہ کا یہ کہنا کہ سنہ ۱۲۶۰ھ میں شریعت قرآن منسوخ ہو گئی بالکل جھوٹ ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو باب کا حج کرنا باطل ہے کیونکہ جب شریعت قرآن منسوخ ہو گئی پھر حج کیسا؟ اسکے متعلق مفصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحث تنقید صحیح میں ملاحظہ ہو۔

بہائی۔ دمشق کے منارۂ بیضاء کے نزدیک مقام عکّا میں مسیح صادق حضرت جمال مبارک بہاء اللہ عزّ اسمہ نے نزولِ اجلال فرمایا۔ اور ارض مقدس حول بیت المقدّس میں کہ بارکنا حولہ وارد ہے رونق افروز رہے۔

احمدی۔ عکّہ کی مذمت میں تو آپ کے "مسجون فرید" صاحب کی الواح لبریز ہیں۔ پس مطلب کے وقت وہی سند آگیوں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو بہاء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مدینہ عکّا اَخْرَبُ مُدَنِ الدُّنیا وَ اَفْنِیہَا صورۃً ... کَاَنَّہا دارحکومۃ الصدیٰ الخ (باب الحیات صفحہ ۱۸۰) کہ دنیا کے تمام شہروں سے زیادہ ویران تر اور آب و ہوا میں سب سے زیادہ بدتر اور بدبو تر ہے گویا اُلّو یا بوم کی حکومت گاہ ہے۔ ایسے مقام پر اس غلام کو قیدی بناکر بند رکھنے کا ارادہ کیا ہے (دیکھو بہاء اللہ کی لوح بنام سلطان ایران)

اور آپ نے مقدس کے ماحول کو ارض مقدس کیسے کہدیا۔ کیونکہ آپکے "حضرت نقطۂ اولیٰ" تو شہر طہران کو "ارض مقدس" کہا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو باب الحیات صفحہ ۴۹) خیر یہ بات بھی آپکو مفید نہیں کیونکہ حول بیت المقدس سے جسکی شان میں بارکنا حولہٗ وارد ہے۔ خود بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ ہی مراد ہے نہ کہ اُسکا اِردگرد۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا الخ اب اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ دوزخی جہنّم کے اِرد گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونگے بلکہ یہاں حَوْل سے مُراد خود جہنّم کا اندرونی حصّہ ہے۔ اسی طرح بارکنا حولہٗ الخ سے خود مسجد اقصیٰ ہی مراد ہے۔

دوسرے الذی بارکنا حولہٗ الخ صلہ موصول ملکر یہ المسجد الحرام کی صفت ہے نہ کہ المسجد الاقصیٰ کی یعنی اس طرح ہے سبحان الذی اَسْریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الذی بارکنا حولہ الی المسجد الاقصیٰ الخ۔

تیسرے اگر ہم اس کا مطلب وہی لیلیں جو اہل بہاء لیتے ہیں تب بھی بہائیوں کے لئے یہ مفید نہیں۔ کیونکہ بہاء اللہ اور عبد البہاء اور باب کوئی بھی عکّہ میں نہیں رہا اور نہ وہاں مدفون ہوا بلکہ عکّہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جس کا نام منشیاء ہے۔ وہاں پر بہاء اللہ اور اُسکے ساتھیوں نے اقامت اختیار کی۔ اور خود اُس علاقہ کا نام جسمیں ان لوگوں نے بود و باش اختیار کی بہجہ ہے۔ پس اگر تین میل فاصلہ کے گاؤں میں بسنے والے آدمی دنیا میں کبھی کسی دوسرے گاؤں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ تو بیشک بہائیوں کا مرکز بھی عکّہ کی طرف منسوب ہو سکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پائی جاتی ہیں دوسری میں موجود نہیں۔ اسکے جواب الجواب میں پادریصاحب نہایت تنگ دم ہوگئے۔ اور مجبوراً یہ کہہ اٹھے کہ اسکو تحریف نہ کہنا چاہیئے البتہ کمی کہہ سکتے ہیں اس جلسہ کے صدر لالہ کرپارام صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل گجرات تھے جو اسکے شاہد اور مقرّ ہیں۔ سکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام گجرات"

صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو مناظرہ ہوا اسکے متعلق ایڈیٹر صاحب کا نوٹ حسب ذیل ہے:۔

"عیسائیت کی چوٹی۔ اسلام کی جوتی
پادری عبدالحق کی حالت زار

۲۹ر فروری۔ احاطہ مشن سکول گجرات میں بدستور سابق گذشتہ شب بھی آپکا لیکچر تھا مولوی اللہ دتا صاحب نے پے درپے دو رقعے لکھے کہ آج آپکا مضمون کیا ہوگا مگر کل رات کی چوٹیں ابھی پادریصاحب کو بھولی نہ تھیں سوچا کہ آج بھی مضمون بتا دیا تو انہیں تیاری کا موقعہ مل جائیگا۔ خیر تقریر شروع ہوئی۔ پادریصاحب نے عجیب چالاکی سے مسلمانوں کے سامنے فرقہ بازی کا دانہ بکھیرنے کی کوشش کی لیکن اب مسلمانوں میں کچھ وہ بیہودگی بہت کم ہوگئی ہے جو ایسے مواقع پر بھی انہیں باہم دست وگریباں کردیا کرتی تھی۔ الغرض پادری صاحب کی کوئی پیش نہ گئی۔ آپ کہا کرتے تھے کہ مَیں مسیحیوں میں چوٹی کا مناظر ہوں اسپر مولویصاحب نے ایک برجستہ لفظ کہا کہ میں مسلمانوں کی جوتی ہوں.... اسکے بعد پادریصاحب کی عربی دانی کا پول بھی کھل گیا اور باوجود دوبارہ کوشش کرنیکے بھی صحیح نہ پڑھ سکے۔ دوسرا مناظرہ ایک نئے مسئلہ پر شروع ہوا یعنی وحدت الٰہی کی حدّ تام اور حلال وحرام قرآن مجید سے بیان کرو۔ مولویصاحب نے اسپر بھی خوب روشنی ڈالی پادریصاحب کا چہرہ فق تھا۔ اور رنگ بدل رہے تھے مگر یہ غلط فہمی رہے باوجودیکہ آپنے کئی اعتراضات اور حوالوں کو صحیح تسلیم کرلیا اور لاجواب ہوگئے۔ مگر ہارنے کا اقرار نہیں کیا۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آپ اس شکست کے بعد پھر کبھی میدان میں نہیں آئینگے کیونکہ یہ معاملہ ہی اور ہے سہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ٭ جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا" (۲ر مارچ ۱۹۲۸ء)

اب ہم اس گفتگو کا ملخص درج کرتے ہیں۔ مباحثات میں جو تکرار ہوا کرتی ہے اسے نظر انداز کیا جائیگا۔

پادری۔ مسیح نے کہا تھا کہ "میں آؤنگا" یہ نہیں کہا کہ میرا مثیل آئیگا۔ اسلئے خود مسیح ہی آئینگے۔ مرزا صاحب کیونکر مسیح موعود بن سکتے ہیں؟

احمدی۔ یہ اعتراض اناجیل سے ناواقفیت کی بناء پر پیدا ہوتا ہے۔ بائیبل میں صاف لکھا ہے کہ ایلیا دوبارہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن اگر ایسا نہیں تو اہل بہاء کا یہ دعویٰ کہ انکار کرنا عکہ ہے۔ اور بہاء اللہ نے "عکا میں نزول اجلال فرمایا"، نہایت ہی خلاف واقعہ دعویٰ ہے۔ اگر کہا جائے کہ بڑے شہروں کے آس پاس کے گاؤں بھی اُنہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اسلئے منشیاء اور بہجہ کے رہنے والے بھی اپنے آپکو عکا کی طرف منسوب کر سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ڈیڑھ دو سو گھر کی آبادی کا گاؤں کبھی یہ حق نہیں رکھتا۔ کہ تین چار میل کے فاصلہ کے گاؤں اُسکی طرف منسوب کیئے جائیں۔ اور اُنکو اُسکا جز قرار دیا جائے۔ پس منشیاء عکا کی جز و قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ عکہ خود چھوٹا سا گاؤں ہے جسکی آبادی کُل ڈیڑھ دو سو گھر کے قریب ہے۔ بہائیوں کے موجودہ امام شوقی آفندی بھی عکہ میں نہیں رہتے۔ وہ بھی عکہ کو چھوڑ کر حیفا میں آن بسے ہیں۔ گویا کہ وہ تمام حدیثیں (اگرچہ حدیث کی کتابوں میں انکا کہیں نام و نشان نہیں) جو عکہ کی زیارت کے متعلق سُنائی جاتی ہیں۔ اب اُنکا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ کیونکہ شوقی آفندی صاحب اکثر حصہ اوقات کا ولایت کی سیر و سیاحت میں گذارتے ہیں اور کچھ عرصہ کے لئے حیفہ میں آکر ٹھیرتے ہیں۔ عکہ کی زیارت سے قریباً قریباً اب محروم ہی رہتے ہیں۔

پھر اور تماشا دیکھو کہ عکا دمشق کے مشرق میں نہیں ہے۔ بلکہ عین مغرب میں واقع ہے اور "ترمذی کی حدیث جو نواس بن سمعان رضؓ کی روایت سے ہے اُس میں یوں مذکور ہے کہ مسیحؑ **دمشق کے مشرق** منارۂ بیضاء کے نزدیک اُتریں گے"

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا آپکے "حضرت بہاء اللہ" نے اس حدیث کے مطابق "دمشق کے مشرق" میں نزول اجلال فرمایا؟ اگر نہیں تو اہل بہاء کس مُنہ سے یہ کہتے ہیں کہ "دمشق کے منارۂ بیضاء کے نزدیک مقام عکا میں مسیح صادق نے نزول اجلال فرمایا" شرم۔

عکا میں نزول اجلال فرمانے سے تو آپکے "جمال مبارک" کے دعوئے مسیحیت کی ساری حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔

ایک طرف تو آپ لوگ عکہ کی فضیلت بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ بادکنا حولہ اور "مِن مکان قریب الخ" کی آیات بھی اسی پر چسپان کرتے ہیں اور دوسری طرف اُس حکومت کو بھی دن رات کوستے ہیں جس نے آپ لوگوں پر اتنا بڑا احسان کیا کہ آپکے "حضرت بہاء اللہ" کو قید کر کے عکہ میں نظر بند کر دیا ورنہ اگر حکومت بہاء اللہ کو عکہ میں قید نہ کرتی تو آپکے حضرت بہاء اللہ اس "ارض مقدس حول بیت المقدس کہ بادکنا حولہ وارد ہے" کے کس طرح مصداق بنتے؟

دُعا دو حکومت کو جس نے آپ لوگوں پر احسان کیا۔ اور اُن تمام پیشگوئیوں کے پورا کرنیکا ذریعہ بنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جس کا (بقول آپکے) والتین والزیتون میں ذکر ہے اور کوہ کرمل جسپر کتب مقدسہ توریت و انجیل وغیرہ میں ظہور موعود کی خبر ہے" یقیناً احسان فراموشی کسی مذہب میں جائز نہیں ؛

مقصد چہارم

کسوف و خسوف ماہ رمضان میں جو سنن دارقطنی کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے حضرت مرزا صاحب کے وقت میں ہوا۔ ایسا خسوف و کسوف ماہ رمضان میں کبھی نہیں ہوا۔ حدیثوں میں مہدی موعود کی یہ خاص علامت بیان کی گئی ہے۔

بہائی (۱) یہ امام محمد باقر علیہ السلام کا قول ہے۔ اور وہ بھی ضعیف اسکے دو راویوں کو اسماء رجال میں کذاب اور واضع حدیث بیان کیا ہے۔ اسکو حدیث قرار دینا درست نہیں ورنہ رسول کریم پر بہتان ہوگا۔

(۲) الفاظ کے لحاظ سے بھی یہ درست نہیں۔ کیونکہ چاند گرہن پہلی رات کو نہیں ہوتا۔ اور نہ سورج گرہن نصف مہینے میں

(۳) علم نجوم کی رو سے بھی غلط ہے کہ جس طرح کسی رمضان میں کسوف و خسوف ایک مرتبہ ہو پھر کبھی نہ ہو۔

(۴) کتاب یوزآف دی گلوبس میں کسوف و خسوف کے قواعد مذکور ہیں جن سے ظاہر ہے کہ ۲۲ سال کے ایک دورہ قمر میں دس دفعہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج گرہن ہوتا ہے۔

(۵) نصف منہ کا ترجمہ درمیان لینا درست نہیں۔ وسط منہ کے الفاظ ہوتے تو خیر بات بھی تھی۔

(۶) ماہ رمضان کی ان تاریخوں میں حضرت باب کے عہد مہدویت میں بھی کسوف و خسوف ہوا ملاحظہ ہو کتاب کانا دجال مصنفہ عبد الحکیم ایم بی پٹیالوی۔

احمدی۔ (۱) یہ عذر کہ بعض راوی اس حدیث کے ثقات میں سے نہیں۔ درست نہیں۔ کیونکہ اگر درحقیقت ایسا ہے تو یہ اعتراض حضرت امام دارقطنی پر ہوگا۔ کہ اگر یہ حدیث قابل اعتبار نہیں تھی تو انہوں نے اپنی صحیح میں کیوں اسکو درج کر کے مسلمانوں کو غلطی میں ڈالا۔ حالانکہ وہ اس پایہ کے امام ہیں۔ کہ صحیح بخاری پر بھی تعاقب کرتے ہیں۔ اور انکی تنقید میں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرے انکی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ زمانہ گذرا۔ مگر اب تک کسی محدث اور عالم نے اس حدیث کو موضوع قرار نہیں دیا۔ بلکہ جبسے یہ کتاب شائع ہوئی ہے تب سے برابر تمام بڑے بڑے علماء محدثین اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے ہیں جیسا کہ فتاوی ابن حجر میں بھی جو حنفیوں کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے یہ حدیث لکھی ہے انہوں نے بھی اسکو موضوع نہیں کہا۔ بلکہ صحیح سمجھ کر اسکو اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

اکابر محدثین میں سے کسی نے اسکو موضوع نہیں ٹھیرایا۔ اگر کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے اس حدیث کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موضوع ہونا ثابت کر دو تو ایک سو روپیہ انعام لو۔

محدثین کا ہرگز یہ قاعدہ نہیں کہ کسی راوی کی نسبت ادنیٰ جرح سے بھی فی الفور حدیث کو موضوع قرار دیا جائے حضرت امام بخاری نے تو بعض روافض اور خوارج سے بھی روایتیں لی ہیں ایسی تمام حدیثوں کو کیوں صحیح جانتے ہو؟

اس حدیث کی تائید قرآن شریف کی آیت وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الخ سے بھی ہوتی ہے۔ نیز جبکہ مضمون اس حدیث کا جو غیب کی خبر پر مشتمل ہے پورا ہو گیا تو بموجب آیۂ کریمہ فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول الخ قطعی اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اس کے راوی یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ بھی عظیم الشان ائمہ میں سے ہیں۔

یہ حدیث صرف دار قطنی ہی میں نہیں بلکہ حدیث کی اور کتابوں میں بھی ہے۔ اور اہلسنت کے علاوہ شیعوں کی معتبر کتب میں بھی ہے۔ علاوہ ازیں دار قطنی نے کہیں اسکے ضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا۔

ماسوا اسکے محدثین کرام کا یہ اصول مانا ہوا ہے کہ اگر کوئی حدیث جو کسی غیب کی خبر پر مشتمل ہو اور اپنے الفاظ کے مطابق پوری ہو جائے تو گو روایتاً وہ حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہو اُسکو صحیح سمجھا جائیگا کیونکہ خدا کے سوا غیب کی کسی کو طاقت نہیں ملاحظہ ہو اصول حدیث کی کتاب شرح نخبۃ الفکر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی اسی کی تائید قاضی محمد سلیمان صاحب صدر اہلحدیث بھی کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:-

"عجائبات علم الحدیث میں سے وہ حصہ بھی ہے جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے کہ علم غیب کا مالک رب العالمین ہے۔ اب حدیث میں پیشگوئی کا پایا جانا اور پھر انہی الفاظ کے مطابق وقوع میں آنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت نبوت کی بھی دلیل ہے اور الفاظ حدیث کی صحت کی بھی برہان ہے۔" (اخبار توحید امرتسر موضہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۸ء جلد ۲ نمبر ۲۴)

....

....

بباعث کمال شہرت کے اس حدیث کا الفاظ کی رو سے آنحضرت صلعم تک اسلئے رفع نہیں کیا گیا۔ کہ حضرت ائمہ علیہم السلام کی عادت تھی کہ وہ اپنی دینی وجاہت کی وجہ سے قال رسول اللہ صلعم نہیں کہتے تھے شیعوں کی کتب احادیث ملاحظہ ہوں ان میں اکثر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ بجائے قال رسول اللہ صلعم کے اکثر جگہ قال الامام ہے۔ اگر اسکو حدیث نہ مانا جائے اور محض حضرت امام باقرؓ کا قول ہی مانا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ پھر ہم کہیں گے کہ یہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے خدا کے الہام سے علم پاکر مہدی کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشگوئی فرمائی تھی جس نے اپنے وقت پر پورا ہو کر ثابت کر دیا کہ واقعی یہ خدا کی طرف سے تھی۔

(۲) یہ اعتراض کہ "الفاظ کے لحاظ سے بھی یہ درست نہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کوئی نیا قاعدہ اسکے لئے بیان نہیں کیا۔ بلکہ اسی قانون قدرت کے مطابق گرہن کی تاریخوں سے خبر دی ہے جو ابتداء سے چاند و سورج کیلئے مقرر ہیں یعنی چاند کا گرہن ہمیشہ تین راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتا ہے۔ اور وہ تین راتیں مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں ہیں۔ اسی طرح سورج کے گرہن کے لئے تین دن مقرر ہیں اور وہ ۲۷۔ ۲۸۔ اور ۲۹ تاریخیں ہیں۔

پس اس لحاظ سے پہلی رات۔ چاند کے خسوف کی تین راتوں میں سے مہینہ کی تیرھویں رات ہے۔ اور بیچ کا دن سورج کے کسوف کے دنوں میں سے مہینہ کا اٹھائیسواں دن ہے۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ چاند گرہن مہینے کی پہلی رات کو نہیں ہوتا کیونکہ پہلی رات کا چاند تو نظر ہی مشکل سے آتا ہے۔ اسی وجہ سے عیدوں پر ہمیشہ جھگڑے وغیرہ ہوتے ہیں اُسمیں گرہن کیا ہوگا۔

دوسرے پہلی رات کے چاند کو عربی میں ہلال کہتے ہیں نہ کہ قمر۔ جیسا کہ لسان العرب میں لکھا ہے۔ کہ عربی میں چاند کو تین دن تک اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال کہا جاتا ہے۔ پس جبکہ پہلی رات کا چاند ہلال ہے قمر نہیں ہے۔ اور نہ قمر کی وجہ تسمیہ یعنی شدت سپیدی اور روشنی کی اسمیں موجود ہے تو یہ معنی کیونکر صحیح ہونگے کہ پہلی رات میں قمر کو گرہن لگیگا۔ اسلئے پہلی رات سے مراد چاند گرہن کی پہلی رات ہے۔ اور وہ تیرھویں رات بنتی ہے۔ سو الحمدللہ ایسا ہی وقوع میں آیا کہ چاند کی تیرھویں رات میں جو قمر کی خسوفی راتوں میں سے پہلی رات ہے خسوف ہوا۔ اور ٹھیک حدیث کے الفاظ کے مطابق واقع ہوا۔

(۳) ہم یہ نہیں کہتے کہ "جس طرح کسی رمضان میں کسوف و خسوف ایک مرتبہ ہو پھر کبھی نہ ہو" بلکہ ہمارا استدلال ان لمھدینا الخ سے یہ ہے کہ یہ پیشگوئی اپنے اندر چار پہلو رکھتی ہے۔ (۱) چاند کا گرہن اسکی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا (۲) سورج کا گرہن اسکے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا۔ (۳) رمضان شریف کا مہینہ ہونا۔ (۴) ایک مدعی کا موجود ہونا جو مہدویت کا دعویٰ کرتا ہو۔ اور جسکی تکذیب زور و شور سے کیجا رہی ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی ایسا وقوع میں نہیں آیا سوائے حضرت مرزا صاحبؑ کے زمانہ مہدویت کے۔

(۴) کتاب ریوز آف دی گلوبس میں کسوف و خسوف کے قواعد بیان کیئے گئے ہیں کہ علم نجوم کی رُو سے ۲۲۳ سال کے ایک دَور قمر میں دس دفعہ رمضان میں چاند اور سورج گرہن ہونا چاہیئے۔ یہ بات کہ ایسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقع میں بھی ضرور ہوتا ہے ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا "ہوتا ہے" اور "ہونا چاہیئے" میں بہت فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارا استدلال تو یہ ہے کہ ایسے کسوف وخسوف کے وقت ایک مدعی مہدویت کا موجود ہونا اشد ضروری ہے۔ پس آپ یہ بتلائیں کہ کبھی کسی مدعی مہدویت کے وقت میں ایسا کسوف وخسوف ہوا ہے۔ نرے کسوف و خسوف کا ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا جبتک ایک مدعی مہدویت موجود نہ ہو۔

(۵) نصف منہ کا ترجمہ کرنا بالکل صحیح ہے کیونکہ ظروف زمانیہ کیلئے نصف وغیرہ ہی کے الفاظ کثرت سے استعمال کیئے جاتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے یٰاَیُّھَا المزمّلُ قم الیل الاّ قلیلاً نصفہ او انقص منہ الخ ہاں ظرف مکان پر وسط کا لفظ بولا جاتا ہے مثلاً یہ کہنا ہو کہ میں محراب یا گھر کے درمیان بیٹھا۔ تو کہیں گے جلستُ فی وسط المحراب یا جلست وسط الدار اب یہاں پر درمیان کے لئے اگر بجائے وسط کے نصف کا لفظ بولا جائے اور یوں کہا جائے کہ جلستُ فی نصف المحراب تو غلط ہوگا۔

دوسرے یہ کہ اگر نصف منہ کے بجائے وسط منہ کے الفاظ ہوتے تو اسکے معنی پھر یہ بھی ہوسکتے تھے کہ خسوف ہوگا سورج کو تمام مہینہ۔ کیونکہ وسط کے معنی بہت وسیع ہیں بعض دفعہ اس سے مراد وہ ساری چیز ہوتی ہے جس پر یہ لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ لسان العرب میں ہے فِیْ وَسْطِ رَأْسِہٖ دُھْنٌ کہ اسکے سر میں تیل لگا ہے اب اسکے یہ معنی نہیں کہ عین سر کے بیچ میں تیل ہے اور ادھر ادھر نہیں بلکہ مراد اس سے سارا سر ہے۔

تیسرے عربی کی ایک مشہور ضرب المثل ہے جو تمام ممالک میں زبان زد خلائق ہے اور تیرہ سو سال سے برابر چلی آتی ہے کہ جب کسی چیز کے متعلق یہ بیان کرنا منظور ہو کہ وہ بالکل ظاہر و باہر ہے تو کہا کرتے ہیں کالشمس فی نصف النہار۔ تو کیا یہ غلط ہے؟

چوتھے اگرچہ آپکے نزدیک یہ حدیث رسول نہیں مگر کم از کم یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ یہ حضرت امام باقرؒ کا قول ہے تو اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت امام باقرؒ عربی نہ جانتے تھے یا یہ کہ غلط عربی بولتے تھے؟

(۶) آپ فرماتے ہیں کہ عبدالحکیم پٹیالوی نے لکھا ہے کہ ۱۲۶۷ھ میں بھی کسوف وخسوف ہوا۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ نرے کسوف وخسوف سے کچھ نہیں ہوتا جبتک کوئی مدعی مہدویت موجود نہ ہو۔ پھر اول تو یہ کوئی ایسی یقینی بات نہیں کہ ایسا ضرور ہوا۔

دوسرے یہ کہ اگر بالفرض ایسا ہوا بھی ہو تو اسوقت کوئی مدعی مہدویت موجود نہ تھا آپکے "حضرت باب" اس سے تقریباً ایک سال قبل یعنی ۱۲۶۶ھ میں قتل کیئے جاچکے تھے لہذا یہ باب کے لئے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ ان لمھدینا الخ بتاتے ہیں کہ مہدی موجود ہوگا۔ اور دعویٰ کر رہا ہوگا۔ ورنہ یوں تو افریقہ کے مہدی سوڈانی کا کوئی مرید اور حضرت سید احمد صاحب بریلوی کا کوئی معتقد بھی کہہ دیگا کہ یہ کسوف وخسوف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُن کے لئے ہُوا تھا۔ باب کی کیا خصوصیت ہے۔ پس آپ نے جس سنہ میں بھی کسوف وخسوف کا ہونا ظاہر کیا ہے اگر اُسے مان بھی لیا جائے تو بھی اس میں کوئی اہمیت نہیں پائی جاتی۔ یوں تو خسوف و کسوف ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہاں جو خسوف و کسوف کسی مدعیٔ مہدویت کی موجودگی میں ہو اور ماہ رمضان میں ہو۔ پھر غیر معمولی تاریخوں میں ہو وہ قابل توجہ و تسلیم ہے اور اُسے نہایت اہم ہونا چاہیئے جس سے ایک شور پڑ جائے ۔

کیا بائیبل الہامی کتاب ہے؟

جہانتک ہم سمجھتے ہیں ہمارے مسیحی دوست بھی اس امر سے اتفاق کرینگے کہ الہامی کتاب وہی ہو سکتی ہے جو خدا تعالیٰ کے متعلق کوئی ایسی تعلیم نہ دے جس سے اس قادر، علیم اور قدوس ہستی پر کسی قسم کا عیب الزام اور نقص لازم آئے کیونکہ اگر اس مستجمع جمیع صفات حسنہ ذات میں بھی نقص اور عیب پائے جائیں تو پھر اسمیں اور انسان میں کوئی مابہ الامتیاز ہی نہ رہیگا۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بائیبل اس معیار پر پوری نہیں اُترتی کیونکہ اسکے اندر خدائے تعالیٰ کے متعلق جابجا اس قسم کی باتیں مرقوم ہیں جو اس خدائے قدوس کی شان کو یقیناً بٹہ لگانیوالی ہیں۔ اگر کسی عیسائی کو ہماری اس رائے سے اختلاف ہو تو پھر وہ مندرجہ ذیل پانچ سوالوں کا جواب دے۔

پہلا سوال:۔ کیا ہمارے مسیحی دوست خدا کو قادر سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر کہیں نہیں۔ تو پھر وہ خدا کو خدا نہیں سمجھتے۔ اور اگر سمجھتے ہیں تو پھر بتلائیں بائیبل کی مندرجہ ذیل عبارت کی موجودگی میں کسطرح بائیبل کے پیش کردہ خدا کو قادر سمجھا جا سکتا ہے

"اور خداوند یہوواہ کے ساتھ تھا۔ اور اس نے کوہستانیوں کو خارج کیا۔ پر نشیب کے رہنے والوں کو خارج نہ کر سکا کیونکہ ان کے پاس لوہے کی رتھیں تھیں" (قاضیوں $\frac{1}{19}$)

دوستو! بتلاؤ جو نشیب کے رہنے والوں کو محض اس لئے خارج کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا کہ انکے پاس آہنی رتھیں تھیں وہ کس طرح قادر کہلا سکتا ہے؟

دوسرا سوال:۔ کیا خدا علیم کل ہے یا نہیں۔ اگر کہو نہیں تو پھر اس میں اور ضعیف انسان میں کیا فرق رہا؟ اور اگر کہو بے شک وہ علیم ہے تو پھر بتلانا چاہیئے کہ بائیبل کا مندرجہ ذیل بیان کیا معنی رکھتا ہے؟

"پھر خداوند نے کہا اسلئے کہ سدوم اور عمورہ کا چلاّنا بلند ہوا اور ان کا جُرم نہایت سنگین ہو گیا ہے۔ میں اب اُتر کر دیکھونگا کہ انہوں نے سراسر اُس چلاّنے کے مطابق جو مجھ تک پہنچا کیا ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں تو میں دریافت کرونگا،، (کتاب پیدائش ۲۰-۲۱/۱۸)

اس عبارت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اہل بائیبل بتائیں تو جس ذات کو وہ علیم کُل اور ہمہ دان کہتے ہیں وہ بائیبل کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رُو سے علم سے خالی اور دریافت حال کی محتاج نظر آتی ہے یا نہیں؟ اگر کہیں نہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ یہاں صاف لکھا ہے کہ "میں اب اُتر کر دیکھوں گا" اور "دریافت کرونگا" جس کا سوائے اسکے اور کوئی مطلب نہیں کہ بائیبل کا بیان کردہ خدا بغیر اُترے اور دریافت کیئے دنیا کے حالات سے واقف نہیں ہوسکتا جو اسکے علیم الکل ہونے کے صریح منافی ہے۔ اور اگر کہیں واقعی اس مقام سے خدا علم سے خالی اور دریافت حال کا محتاج نظر آتا ہے تو ایسی حالت میں بائیبل کس طرح خدا کا الہام ہو سکتی ہے؟

تیسرا سوال :- ہماری طرح کیا آپ بھی خدا تعالیٰ کو قدوس مانتے ہیں؟ اگر کہیں مانتے ہیں تو پھر بائیبل کی مندرجہ ذیل آیات کا مطلب سمجھائیے جن سے صریح اور صاف طور پر اسکی قدوسیت پر بٹہ لگا جاتا ہے:-

"اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن اور کپڑے، عاریت لئے اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزّت بخشی کہ انہوں نے انہیں عاریت دی۔ اور انہوں (بنی اسرائیل) نے مصریوں کو لُوٹ لیا" (کیونکہ راتوں رات پرایا مال لیکر فرار ہو گئے) (خروج $\frac{۱۲}{۳۵-۳۶}$)

اگر بائیبل کا خدا قدوس ہوتا تو وہ بنی اسرائیل کی اس ٹھگی میں کس طرح ممد و معاون بنتا؟ کیا پرایا مال عاریتاً لیکر راہ فرار اختیار کرنا مکروہ۔ مذموم اور قابل اعتراض امر نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کے کہنے پر ایسا کیا اور خدا نے انہیں ایسا کہا تھا تو اسکے متعلق یاد رہنا چاہیئے کہ اسوقت ہمارا یہ سوال نہیں کہ موسیٰؑ یا بنی اسرائیل نے ایسا کیوں کیا؟ بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ "خداوند" نے اس مذموم کام میں ان کی کیوں مدد کی؟ کیا اگر وہ بنی اسرائیل کو مصریوں کی نگاہ میں عزّت نہ بخشتا یعنی مصریوں کے دلوں میں بنی اسرائیل کے لئے اعتماد پیدا نہ کرتا تو مصری بنی اسرائیل کے چکمے میں آکر اپنا مال و زر گنوا لیتے؟ "خداوند" کا اس مذموم کام کے لئے مصریوں کے دلوں میں عزّت پیدا کر دینا ہی اس ٹھگی کا موجب ہُوا اگر وہ اس فعل قبیح میں ان کا مدد گار نہ بنتا تو بنی اسرائیل کبھی بھی اپنے اس ناپاک اور قابل صد نفرین منصوبہ میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ چونکہ "خداوند" نے ان کے اس کام میں پورا پورا ہاتھ بٹایا۔ اس لئے وہ قدوس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس قسم کے افعال شانِ قدوسی کے صریح منافی ہیں۔

جس طرح وہ پاک ذات ٹھگی وغیرہ افعال سے منزّہ ہے اسی طرح کذب و دغا سے بھی بری ہے مگر کیا کریں بائیبل اسپر دغا بازی کا بھی الزام لگا رہی ہے۔ یقین نہ آئے تو یرمیاہ کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھ دیکھئے:-

"ہائے اے خداوند خدا یقیناً تُو نے اس قوم کو اور یروشلم کو یہ کہہ کے دغا دی۔ کہ تم سلامت رہو گے۔ حالانکہ تلوار جان پر لگی ہے" (یرمیاہ $\frac{۴}{۱۰}$)

بھلا جو کتاب بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف لفظوں میں خدائے قدوس کو دغا باز بتائے وہ کیسے الہامی ہو سکتی ہے۔[۱]

[۱] جو مسیحی پریچر عربی سے ناواقف ہونیکے باعث قرآنی الفاظ مکر و کید پر اعتراض کیا کرتے ہیں وہ بائیبل کی ان عبارتوں کو چشم وا سے پڑھیں۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوتھا سوال:۔ اصحاب تثلیث خدا کی صفت عدل پر بڑا زور دیا کرتے ہیں۔ اور جبھی دن رات یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ خدا کسی عاصی و مجرم کے گناہ نہیں بخشتا کیونکہ بدکو بدوں سزا دیئے معاف کرنا اسکے عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ عادل کا اولین فرض ہے کہ نیک کو جزا دے، بد کو سزا دے بہت خوب!

ہم تھوڑی دیر کے لئے اس دعویٰ کو تسلیم کئے لیتے ہیں۔ مگر وہ مسیحی دوست جو ہر وقت اس قسم کا راگ گایا کرتے ہیں۔ بائیبل کی مندرجہ ذیل آیت کے متعلق بتلائیں۔ کیا اسکے ہوتے ہوئے "خداوند" عادل و منصف کہلائے جانے کا استحقاق رکھتا ہے؟

"اسرائیل کی سرزمین سے کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں تیرا مخالف ہوں اور اپنی تلوار کو میان سے نکالوں گا۔ اور تیرے صادقوں (نیک بندوں) اور تیرے بدکاروں (گنہگاروں) کو تیرے درمیان سے کاٹ ڈالوں گا۔" (حزقیل ۲۱/۳)

جب عدل کا تقاضا یہ ہے کہ منصف بد کو سزا دے اور نیک کو جزا دے، تو اسکے خلاف "خداوند" نے یہ کیوں کہا کہ جس طرح میں مجرموں کو بطور سزا قتل کرونگا اسی طرح نیکوں اور صادق بندوں کو بھی تلوار کے گھاٹ اُتاروں گا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی کیا۔

جب وہ عادل ہے منصف ہے تو پھر کس طرح اس کا یہ فعل صفت عدل کے منافی نہ سمجھا جائے۔

امید ہے مسیحی اصحاب اس سوال کا ضرور جواب دینگے۔

پانچواں سوال:۔ کہا جاتا ہے کہ "خداوند خدا" کے دل میں عادل ہوتے ہوئے بھی رحم نے جوش مارا اور نہ چاہا کہ جو انسان اپنے گناہوں کے باعث عدالت کی رو سے جہنم کے لائق ہیں سزا پائیں۔ اسلئے فدیہ کے طور پر اپنا اکلوتا بیٹا قربان کر دیا تاکہ دنیا پر رحم بھی کیا جاسکے اور عدل بھی قائم رہے۔ ہرچند کہ یہ منطق ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ ایک بے گناہ شخص کے فدیہ ہونے سے کس طرح گنہگار نجات پا سکتے ہیں۔ اور بے تقصیر کو دار پر کھینچکر کیونکہ عدل قائم رہ سکتا ہے۔ مگر کم از کم عیسائیوں کے اس عقیدہ سے یہ تو ظاہر ہے کہ خداوند خدا عادل ہونے کے باوجود بھی دنیا کو سزا سے بچانے کا متمنی رہتا ہے۔ اور اسکی صفت رحم پورے جوش سے کام کرتی ہے۔

یہ تو ہوا عیسائیوں کا خیال اب اسکے بالمقابل بائیبل کا بیان پڑھیئے تاکہ بائیبلی خدا کی صفت رحم کا کسی قدر اندازہ ہوسکے۔ لکھا ہے کہ:۔

"میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔" (خروج ۲۰/۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیحی دوست بتائیں کیا یہی وہ صفت رحم ہے جو خداوند خدا کے دل میں جوش مارا کرتی ہے۔ کیا یہ رحم ہے کہ خداوند سے جو لوگ عداوت رکھیں۔ نہ صرف وہ مورد غضب ہوں بلکہ ان کی نسلیں بھی سزا کی مستحق سمجھی جائیں۔ حالانکہ انہوں نے نہ خدا سے عداوت رکھی اور نہ ہی اس کا کوئی گناہ کیا؟

امید ہے مسیحی دوست ان پانچ سوالوں کا جواب سوچ سمجھ کر دینگے۔ فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

تواریخی شذرات

شاہان اسلام کی رواداری

بعض سنگھٹنی مہاشے جوش تعصب میں آکر کہدیا کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے جہاں اپنی ہندو رعایا کی سیاسی آزادی کو ہتیا لیا وہاں اُسکی مذہبی آزادی کو بھی کچل ڈالا۔

مگر اس قسم کی ناروا باتیں کسی دلیل اور ثبوت پر مبنی نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ہندوستان کی تاریخ چیخ چیخ کر اس قسم کے ناپاک پروپگنڈا کی تغلیط کر رہی ہے۔ اسوقت تفصیل کا موقع نہیں ورنہ ہم تواریخی شہادتوں سے اس بہتان کی تردید کرتے۔ مگر تاہم ذیل میں سنگھٹنیوں کے جرگہ کے ایک مشہور اور ممتاز لیڈر کی گواہی درج کرتے ہیں جو بتلائیگی کہ مسلمان بادشاہوں کو بدنام کرنے کیلئے بے بنیاد بہتان تراشنا کسقدر خلاف واقعہ اور صداقت سے دور ہوتا ہے۔

پچھلے دنوں دہلی میں آریوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں مسجد کے سامنے باجہ بجایا جانے کے متعلق غور کیا گیا۔ جن لوگوں نے وہاں تقریریں کیں ان میں سے ایک پنڈت کیشو دیو شاستری بھی تھے۔ بقول اخبار بندے ماترم لاہور:۔

"ڈاکٹر شاستری نے تاریخ سے کئی مثالیں دیکر بتلایا کہ مُسلم حکومت کے ماتحت ہندوؤں کے جلوس کبھی نہیں روکے جاتے تھے۔ بابر۔ ہمایوں۔ اکبر اور دیگر مسلمان بادشاہوں نے سوائے اورنگزیب کے عبادت اور جلوسوں کے متعلق مکمل آزادی دے رکھی تھی۔" (بندے ماترم لاہور یکم فروری ۱۹۲۷ء صفحہ ۶)

اب وہ سنگھٹنی اصحاب جو آبائی تعصب سے متاثر ہوکر مسلمان بادشاہوں کو مطعون کرنے کے لئے اناپ شناپ اعتراض کردیا کرتے ہیں۔ اپنے اس ممتاز لیڈر کے بیان کو پڑھیں۔ تاکہ وہ معلوم کرسکیں کہ اصل حقیقت کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب پنڈت کشیو دیو شاستری جیسا سنگھٹنی لیڈر تسلیم کرتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں ہندو رعایا کو مکمل طور پر مذہبی آزادی دے رکھی تھی تو ایسی حالت میں بعض امن وصلحکاری کے دشمنوں کا شاہان اسلام پر عدم رواداری کا الزام کیا ان کی فتنہ پسندی کی دلیل نہیں؟

حضرت عالمگیر علیہ الرحمۃ کی بے تعصّبی

باقی رہا سماجی لیکچرار کا حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ پر عدم رواداری کا عیب دھرنا۔ سو اسکے متعلق بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح بعض کینہ توز ہندوؤں کا تمام مسلمان بادشاہوں پر مذہبی تشدد کا الزام لگانا تواریخی طور پر غلط ہے اسی طرح ان کا حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر تنگ نظری یا عدم رواداری کا الزام لگانا بھی قطعی غلط اور ناروا فعل ہے۔

اور اسکی تردید کے لئے بھی کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود انہی کے ایک بھائی بند نے بعد از تحقیق کامل فیصلہ کر دیا ہے کہ اس بزرگ بادشاہ پر مذہبی تنگ دلی یا عدم بردباری کا الزام لگانا قطعاً درست نہیں۔ جہتہ جیمنی بی اے مشہور سماجی مشنری۔ لکھتے ہیں کہ:۔

”وہ (عالمگیر علیہ (رحمۃ) بڑا با انصاف حاکم تھا۔ عدالت کرتے ہوئے کسی کی رو رعایت نہ کرتا تھا۔ جیسے کہ اسکے چند احکام سے ظاہر ہوگا۔ **وہ امور سلطنت میں مذہبی تعصب** سے بری تھا۔ غرضیکہ اسکی زندگی ایک حیرت انگیز نمونہ کی تھی۔ وہ ہر طرح سے ہی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی چاہتا تھا۔ اور رعایا کو امانت الٰہی سمجھا کرتا تھا۔“

(اورنگ زیب کی زندگی کا روشن اور اصلی پہلو ص ۳)

پس وہ لوگ جو بوجہ بغض ملّی و شقاوت قلبی شاہان اسلام پر مذہبی تعصب یا عدم رواداری کا الزام لگایا کرتے ہیں۔ پنڈت کشیو دیو شاستری اور جہتہ جیمنی بی اے کی محولہ بالا شہادتوں کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں۔ اور آئندہ اس قسم کے گمراہ کن پروپگنڈا سے باز آجائیں کہ شاہان اسلام ظالم جابر اور متعصب تھے۔ کیونکہ اس قسم کی ناکارہ۔ بے بنیاد اور غلط باتیں ملک کے امن کو برباد کرنے کے سوا اور کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتیں۔

اسلامی عہد میں تعلیم کی فراوانی

بعض جاہل معترض اپنی بے علمی اور جہل کا ثبوت دیتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ اسلامی عہد میں رعایا کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا مسلمان بادشاہ رعایا کو زیور علم سے آراستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلاطین کی کتاب میں ایلیاہ کے متعلق لکھا ہے "ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا"، (۲ سلاطین ۲/۱۱) گویا یہود بالاتفاق مسیح کی آمد سے پیشتر ایلیاہ کا آنا ضروری قرار دیتے تھے۔ حضرت مسیح ناصری کے سامنے جب یہ اعتراض پیش ہوا تو آپ نے یوحنا کے حق میں فرمایا: "چاہو تو مانو ایلیاہ جو آنیوالا تھا یہی ہے جسکے سُننے کے کان ہوں وہ سُن لے"، (متی ۱۱/۱۴) حضرت مسیح کا یہ فیصلہ نص ہے کہ آپکی دوبارہ آمد بھی اسی رنگ میں ہوگی ورنہ وہ فیصلہ غلط ٹھیریگا۔ اب دیکھئے مثیل ایلیاہ کی پیشگوئی نہ تھی بلکہ خود ایلیاہ کے آنے کی بشارت دی گئی تھی مگر اس سے مراد مثیل ایلیاہ حضرت یحیٰی نکلے۔ تو مسیحؑ کی پیشگوئی میں کیوں مثیل مسیح مراد نہیں ہو سکتا۔

پادری۔ مرقس ۹/۱۲ میں لکھا ہے کہ "ایلیاہ آئیگا"! گویا ابھی قیامت سے پہلے اصل ایلیاہ بھی آئیگا۔ مگر جو ایلیاہ آچکا ہے اس سے مراد انکی کشفی آمد ہے جو کہ مرقس کے اسی باب میں مذکور ہے۔

احمدی۔ متی ۱۱/۱۴ کا حوالہ بالکل واضح ہے۔ باقی رہا مرقس ۹/۱۲ اس میں حضرت مسیحؑ نے یہود کے اعتراض "ایلیاہ کا پہلے آنا ضرور ہے"! کو درست تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے "ایلیاہ البتہ پہلے آکر سب کچھ بحال کریگا"۔ اس فقرہ سے حضرت مسیحؑ کی قطعاً یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ میرے بعد ایلیاہ آئیگا ورنہ الفاظ "پہلے آکر" غلط ہو جائینگے۔ چنانچہ اسی باب کی تیرھویں آیت صاف فیصلہ کر دیتی ہے کہ کیا مطلب ہے جہاں حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں: "لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا اور جیسا اسکے حق میں لکھا ہوا ہے انہوں نے جو کچھ چاہا اسکے ساتھ کیا"، اب متی کا کلمہ حصر (جو آنیوالا تھا یہی ہے) اور مرقس کی یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ ایلیاہ کی آمد مسیحؑ سے قبل ضروری بھی اور وہ حضرت یوحنا کے رنگ میں ہو چکی۔ کشفی آمد مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ منکرین کیلئے نہ تھی۔ نیز اس جگہ تو لکھا ہے کہ موسیٰؑ بھی آئے تھے۔ اگر کشفی آمد مراد ہوتی تو حضرت موسیٰؑ کا ذکر زیادہ مناسب تھا۔ کیونکہ وہ یہود کے سب سے بڑے نبی تھے۔ پس ایلیاہ کے تنازع اور حضرت مسیحؑ کے فیصلہ نے مسیح کی آمد ثانی کی حقیقت بھی واضح کر دی۔

پادری۔ کلیہ میں سے استثناء بھی ہوا کرتے ہیں۔ ایلیاہ کا واقعہ مستثنیٰ ہے۔

احمدی۔ کس کلیہ میں سے استثناء ہوا؟ صرف ایک شخص ایلیاہ کی آمد ثانی کا وعدہ عہد عتیق میں تھا۔ وہی مستثنیٰ بن گیا۔ تو اب کلیہ صفر رہ گیا۔ مقدمات میں نظائر سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے قضیہ میں ایلیاہ کے مقدمہ کا فیصلہ از حضرت مسیح ناصری عیسائیوں کے لئے حجت ہونا چاہیئے۔

پادری۔ حضرت مسیحؑ کے الفاظ "میں آؤنگا" قابلِ تاویل نہیں۔ ان کی موجودگی میں مثیل کی گنجائش نہیں۔

احمدی۔ "ایلیاہ نبی کو بھیجونگا" بھی قابلِ تاویل نہیں پھر ان میں مثیل کی گنجائش کیسے نکل آئی؟ اسی طریق پر "میں آؤنگا" میں بھی نکل سکتی ہے۔ باقی حضرت مسیحؑ کے ظاہری الفاظ تو کسی رنگ میں بھی پورے نہیں ہو سکتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے کی بجائے اس سے محروم رکھنے ہی کی کوشش کرتے تھے۔ مگر بجائے اسکے کہ ہم صحیح تواریخی کتب کے لمبے لمبے اقتباس نقل کرکے ان غبی اور اجہل معترضوں کو شرمندہ کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ ذیل میں انہی کے ایک مہاتما اور مسلمہ لیڈر کا اقبالی بیان درج کر دیا جائے۔ تاکہ یہ اپنے ہی آدمی کی تحقیق شدہ اصل حقیقت سے واقف ہو کر آئندہ اس قسم کے مزخرفات سے پرہیز کریں۔ عرصہ ہوا۔ گاندھی جی نے بنارس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"برٹش گورنمنٹ کی آمد سے قبل ملک میں تیس (۳۰) ہزار مدرسے تھے۔ جن میں ۲۵ لاکھ طلباء تعلیم پاتے تھے۔ آج حکومت دفتری بمشکل تمام چھ (۶) ہزار مدرسوں کا حوالہ دے سکتی ہے"

(اخبار مسافر آگرہ ۳ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء صفحہ ۵)

گاندھی جی نے طلباء کی جو تعداد بتلائی ہے وہ اصل سے بہت کم ہے لیکن تاہم بے علم اور ناواقف معترضوں کو شرمندہ کرنے اور آئندہ کیلئے اس قسم کی بے بنیاد باتیں زبان پر لانے سے باز رکھنے کے لئے یہ بھی کافی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ اپنے اس مسلمہ لیڈر کی مندرجہ بالا شہادت کو پڑھ کر اب یہ کہنے کا حوصلہ نہیں کیا جائیگا کہ اسلامی عہد میں رعایا کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کیونکہ گاندھی جی نے تسلیم کیا ہے کہ انگریزوں کے عہد میں تو صرف چھ ہزار سکول ہیں مگر اسلامی عہد میں انکی تعداد تیس ہزار تھی۔ اور یہ تعداد دلیل ہے اس امر کی کہ اسلامی عہد میں تعلیم کی بے حد فراوانی تھی۔ فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

ہمارے سنگھٹنی دوستوں نے اسلامی تواریخ کا مطالعہ کئے بغیر ہی محض چند فتنہ پسندوں کے کہنے سننے سے یہ باور کر لیا ہے کہ دنیا میں صرف مسلمان ہی ایسی قوم ہو گذری ہے جس نے غیروں کے ساتھ برا سلوک کیا۔ اور ان پر طرح طرح کے ظلم اور ستم ڈھائے۔ حالانکہ یہ بات قطعی غلط ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہزاروں اور لاکھوں مسلمان بادشاہوں میں سے چند ایسے بھی ہوں جنہوں نے دوسروں پر سختیاں کیں اور اپنی قساوت قلبی کا ثبوت دیا ہو۔ لیکن یہ قطعاً صحیح نہیں کہ سب کے سب ہی ظالم جابر اور چیرہ دست تھے۔ دنیا میں کونسی قوم یا ملک ہے جس میں اچھوں کے ساتھ برے نظر نہیں آتے۔ کیا یہودیوں۔ عیسائیوں۔ بدھوں۔ جینیوں اور خود ہندوؤں کی تواریخ اس قسم کے واقعات سے خالی ہے؟ کیا مذکورہ بالا اقوام کی تواریخ میں نیکوں کے ساتھ بدوں کا ذکر نہیں آتا؟ پھر کیا وجہ ہے کہ متہم کرنے کے لئے صرف مسلمانوں ہی کو چنا جائے؟

اگر مسلمانوں میں تیمور اور نادر شاہ جیسے قسی القلب پیدا ہوئے تو ہندوؤں میں بھی ہر گل اور پرشہ رام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسے بہت سے راجا ہو گذرے ہیں۔ اگر علاؤ الدین وغیرہ کے بعض افعال سے ساری قوم کو مطعون کرنا روا ہے تو ہندوؤں کی تواریخ میں بھی جے دیو اور رام راج جیسے ہزاروں سفاک اور خونخوار راجاؤں کا تذکرہ موجود ہے۔ اعتبار نہ ہو تو مندرجہ ذیل حوالجات پڑھ دیکھو! تا معلوم ہو سکے کہ ہندوؤں میں بھی بہت سی ہستیاں دنیا کی سٹیج پر نمودار ہو کر قتل و خون کا تماشا دکھا چکی ہیں۔

مہرگل کی سفاکیاں

لالہ لاجپت رائے اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ:-

"مہرگل نے جسکو سنسکرت میں مہرکل کہتے ہیں حکومت کرنی شروع کی۔ اس نے پنجاب میں سیالکوٹ کو اپنا دار الخلافہ بنایا جس کو ساکل کہا ہے۔ مہرگل ایسا ہی ظالم اور سفاک اور بے رحم تھا جیسا کہ اس کا ہمقوم اٹیلا۔ یہ لوگ نہایت بے رحمی سے خون کی ندیاں بہاتے تھے۔ بلا تمیز رعایا کا کشت و خون کرتے تھے۔ فصلیں اُجاڑ دیتے تھے۔ دیہات جلا دیتے تھے۔ پرلے درجہ کے بدصورت بدنما تھے جن کو دیکھ کر ڈر آتا تھا...... (اس نے) بے شمار مندروں۔ اور مٹھوں۔ اور مقبروں کو زمین سے ملا دیا اور لُوٹ لیا" (صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱)

اس سفاک اور خونخوار ہندو راجہ کے متعلق کشمیر کی مستند تواریخ راج ترنگنی میں بھی لکھا ہے کہ:-

"مہرگل نے تین کروڑ آدمی قتل کیئے" (راج ترنگنی جلد دوم صفحہ ۴۵۲)

اب اگر دنیا کے تمام ان مسلمان بادشاہوں کے واقعات جمع کرلو جنہیں ظالم اور خونخوار کہا جاتا ہے تب بھی وہ اس ایک اکیلے ویدک دھرمی راجہ کی سفاکی و خونخواری کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پس وہ سنگھٹنی جو چند مستثنیات کو لیکر تمام مسلمانوں پر ظلم و جبر کا الزام لگایا کرتے ہیں وید بھگت مہرگل کی چیرہ دستیوں کا حال پڑھ کر شرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے دوسروں پر طعن کرنے سے پرہیز کریں!

پُشیہ مترکی خونخواریاں

"تارا ناتھ نے پُشیہ متر کو راج پروہت لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ پُشیہ متر بُدھوں کا کٹر بیری تھا۔ اس نے دہاروں (معبدوں) کو جلوا کر بھکشوؤں کو قتل کروا یا تھا"

(پراچین راج ونش جلد دوم صفحہ ۱۲۵)

حضرت محمود غزنوی علیہ الرحمتہ پر مندر گرانے اور براہمنوں کے قتل کا الزام لگانے والے اپنے اس جدامجد کی قتل و غارتگری کا حال غور سے پڑھیں تاکہ وہ اپنے بزرگوں کی کرتوتوں سے واقف ہو کر دوسروں پر الزام لگانے سے باز رہیں +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھے دیو کی بے رحمی وجبر دستیاں

"ساتویں صدی میں اسی طرح دکنی ہندوستان میں جین دھرم پر بھی حملے ہوئے۔ اور جینیوں کو قتل کیا گیا۔ سنہ ۱۱۷۴ء و سنہ ۱۱۷۶ء میں گجرات کے اجیہ نامی ایک شیو (ہندو) راجہ نے سلطنت حاصل کرتے ہی جینیوں کو بڑی سنگدلی سے قتل کروایا اور ان کے گورو کو مروادیا۔" (تاریخ ہند وینسنٹ سمتھ ایم اے صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳)

امید ہے کہ ہمارے سماجی دوست اور ہندو بتر اس حوالہ کو پورے غور سے پڑھیں گے۔ جس سے وہ معلوم کر سکیں کہ ہندو تواریخ اس قسم کی سفاکیوں اور تباہ کاریوں سے خالی نہیں۔

کیا ہم توقع رکھیں کہ شاہان اسلام پر جبر وخونریزی کا الزام لگانے والے سماجی دوست اچھے دیو وغیرہ کے مذکورہ بالا کارنامے پڑھ کر آئندہ افترا پردازی اور طعنہ زنی سے اجتناب کرینگے؟

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

(۱)

ڈاکٹر موریس فرانس کے نامور مستشرق ماہر عربی فرانسیسی زبان میں ترجمہ قرآن کرتے ہوئے مخالفین قرآن کو ان الفاظ میں نصیحت کرتے ہیں:۔

"قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کیلئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے۔ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے، کوئی چیز عیسایان روم کو اس ضلالت وغوایت کی خندق سے جس میں وہ گر پڑے تھے نہیں نکال سکتی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے آئی۔"

(۲)

ڈاکٹر سٹین گاس جو مشہور مصنف لغات عربی و انگریزی ہے اپنا اعتقاد قرآن مجید کے متعلق تحریر کرتا ہے اور کارلائل کا قول بھی اپنی تائید میں نقل کرتا ہے:۔

"قرآن ان کتب عظیمہ میں سے ہے جو آجتک حیطۂ تحریر میں لائی گئی ہیں۔ اس میں ایک عظیم ترین انسان کی زندگی اور سیرت کا عکس صاف نظر آرہا ہے کارلائل کہتا ہے کہ قرآن کی خاص خوبی اسکی ہمہ گیر صداقت میں مضمر ہے۔"

(۳)

جارج سیل متعصب عیسائی مترجم قرآن لکھتا ہے:۔

"یہ ایک مستقل معجزہ ہے جو مردوں کو زندہ کرنیکے معجزہ سے بہت بلند پایہ ہے اور تنہا یہ صحیفہ دنیا کو اپنے آسمانی ہونیکا یقین دلانے کیلئے کافی ہے اسمیں نصیح اور خوبصورت اور پرمعنی جملے ہیں اور خصوصاً وہ آیات نہایت فصیح وبلیغ ہیں جنمیں اللہ تعالیٰ کی عظمت وشوکت اور صفات کا تذکرہ ہے۔ قاری کو اس صحیفہ میں ایسی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں اگرچہ پڑھنے والے کے نزدیک میرا ترجمہ متن کا اصلی مفہوم ادا نہ کرتا ہو باوجود یکہ میں نے نہایت تندہی سے منصفانہ طریق پر ترجمہ کیا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج مسلمانوں کی نجات رسولِ کریم صلعم کے جھنڈے تلے جمع ہونے میں ہے

تیرہ سو (۱۳۰۰) سال ہوئے خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ دنیا میں ظاہر ہوا۔ وہ غربت کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اور ان پڑھ عربوں میں بھی اُمّی لقب سے مشہور تھا۔ کیونکہ مال سے وہ تہی دست تھا۔ اور کسی ظاہری اُستاد کے سامنے زانوئے ادب تہ نہ کیا تھا۔ اس غریب کو شہنشاہِ کون و مکاں نے چُن لیا۔ اور اس اُمّی کو عالم الغیب نے اپنی شاگردی کیلئے پسند کیا۔ وہ اپنے بھائیوں کے سامنے ایک تنومند درخت کی طرح بلند ہونے لگا۔ اور کڑوی بیل کی طرح لحظہ بہ لحظہ بڑھنے لگا۔ حاسدوں کے دل حسد سے جل گئے۔ متکبّروں کے سینے غصّہ کی آگ سے بھڑک اُٹھے۔ علماء اسکے سامنے اپنی جہالت کو دیکھ کر سیاہ رُو ہو گئے۔ اسکے تمام بھائیوں کے ہاتھ اسکے خلاف اُٹھے۔ اور وہ ابراہیمؑ کی پیشین گوئی کے مطابق تلواروں کے سایہ کے نیچے بڑھنے لگا۔ جب لوگوں نے اس کی حد سے زیادہ مخالفت کی اور اسکے حواریوں کو اپنے شہر سے بدر کر دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اسے بھی حکم دیا۔ کہ وہ اپنا شہر چھوڑ جائے۔ وہ یثرب میں جو بیماریوں کا گھر تھا گیا۔ اور خدا نے اسکے طفیل اس شہر کو صحت افزا مقام بنا دیا۔ اور اس کا نام مدینہ ہوا۔ اسکے اہلِ وطن وہاں بھی اسپر حملہ آور ہوئے اور سینکڑوں میل جا کر اسکے امن کو برباد اور اسکی زندگی کو تلف کرنا چاہا۔ مگر خدا کا ہاتھ اسکے ساتھ تھا۔ باوجود بے کس و بے بس ہونیکے ظفر اور فتح اسکے ہمرکاب رہی اور اُسکے تھوڑے ساتھیوں نے کئی گنا زیادہ دشمنوں کو بُری طرح پسپا کیا۔ اور آخر ایک دن وہ کامیاب و بامراد موسیٰؑ نبی کی پیشین گوئی کے مطابق دس ہزار قدوسیوں سمیت اپنے مولد مکّہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوا اور اس نے مکّہ کے لوگوں کو جنکے لگائے ہوئے زخموں سے ابھی خون ٹپک رہا تھا۔ بالکل معاف کر دیا۔ اور وہ جو تلوار سے اسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ تلواریں باندھ باندھ کر اسکی جلو میں اسکے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہو گئے۔ تازہ نووارد جو ابھی صرف احسان سے آشنا تھے۔ اور ایمان ابھی ان کے دلوں میں پختہ نہ ہوا تھا۔ بڑے زور شور سے دعوے کرنے لگے کہ اب دیکھو کہ ہم آپکے دشمنوں کا کیا حال کرتے ہیں کہ اتنے میں لشکر کشی کی خبر ملی۔ اور اس مقدس وجود کو فوراً ان کی طرف رُخ کرنا پڑا۔ ایک تنگ راستہ کے دونو طرف دشمن صف بستہ تھا۔ اور ایک وقت میں چند ہی آدمی اسپر حملہ کر سکتے تھے۔ نو مُسلم جوش سے اسپر حملہ آور ہوئے۔ مگر ایسے تنگ میدان میں تیروں کی بوچھاڑ کی تاب نہ لا کر دیوانہ وار واپس لوٹے۔ اور بھاگتے ہوئے اصحابِ رسولؐ کے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی ڈرا دیا۔ اور وہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ بارہ ہزار سپاہی میدان جنگ سے بھاگا۔ اور اسکے بھاگنے کا شور اور بھی زیادہ سواروں اور سواریوں کو خوفزدہ کر رہا تھا۔ کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ جانتا تھا وہ کیوں بھاگ رہا ہے۔ لیکن ہر ایک بھاگ رہا تھا۔ اسوقت خدا تعالیٰ کے اس مقدّس کے گرد صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ دونو طرف سے تیروں کی بوچھاڑ پڑ رہی تھی۔ اور وہ مقدس اپنے بارہ ساتھیوں سمیت چار ہزار تجربکار سپاہیوں کے تیروں کیلئے ہدف بن رہا تھا یہ خدا کا مقدّس سپاہی آگے بڑھا۔ اور اسکی اس حرکت کو دیکھ کر اسکے اصحاب گھبرا گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر گھوڑے کو روکنا چاہا۔ اور اسکی باگ پکڑی۔ مگر اس نے شاہانہ رُعب سے انکو روک دیا۔ اور کہا میرے گھوڑے کی باگ چھوڑ دو۔ خدا کے رسول ڈرا نہیں کرتے۔ اور یہ کہتے ہوئے کہ مَیں خدا کا رسول ہوں۔ جھوٹا نہیں ہوں۔ دشمنوں کے لشکر کی طرف رُخ کیا۔ جانباز ہمراہی اسکے ساتھ اور خدا کی برکتیں آسمان سے نازل ہو رہی تھیں۔ اس نے ایک اونچی آواز والے سپاہی کو حکم دیا۔ کہ بلند آواز سے کہو کہ اے انصار خدا کا رسول تمھیں بُلاتا ہے۔ ایک بلند آواز اس میدان میں گونجی جس نے صرف یہی لفظ دُہرا دیئے۔ کہ اے انصار خدا کا رسول تمھیں بلاتا ہے۔ اس کا جو اثر ہُوا وہ خود ایک شریک جنگ کے ہی الفاظ میں حسب ذیل ہے۔ وہ کہتا ہے جب مکّہ کے نو مسلم بھاگے۔ اور اُن کے اونٹوں سے ڈر کر ہمارے گھوڑے اور اونٹ بھی دوڑ پڑے۔ اور ہمیں کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ نہ سوار کو کچھ ہوش تھا نہ سواری کو۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ قیامت کا دن ہے، اور نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے۔ اتنے میں ایک آواز بلند ہوئی۔ کہ اے انصار خدا کا رسول تمھیں بُلاتا ہے جس جس کے کان میں یہ آواز پڑی۔ وہ بیخود ہو گیا۔ یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان کی آواز ہے۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا صور اسرافیل ہے جو پھونکا جا رہا تھا۔ ہر ایک یہ محسوس کرنے لگا کہ میری جگہ رسولِ خدا کے پہلو میں ہے بے تحاشا اپنی اپنی سواریوں کی باگیں کھینچنی شروع کیں۔ لیکن اونٹ اور گھوڑے اسقدر ڈرے ہوئے تھے کہ وہ موڑے نہ مُڑتے تھے مار بے فائدہ تھی، پیار عبث تھا۔ وہ صرف میدان جنگ سے بھاگنا جانتے تھے۔ سواروں نے جب یہ دیکھا تو بعض سواریوں پر سے کود کود کر واپس دوڑے بعض جو کود نہ سکے انہوں نے تلواروں سے سواریوں کی گردنیں اُڑا دیں۔ اور پیادہ ہو کر واپس دوڑ پڑے۔ عشق اپنے زور سے ولولہ انگیز تھا۔ محبّت اپنے سارے حُسن کے ساتھ آنکھوں میں چمک رہی تھی۔ اور ہر ایک دیوانہ وار اپنے مقدّس سردار کی طرف یہ کہکر بھاگا جا رہا تھا۔ لبّیك یا رسول الله لبّیك۔ لبّیك یا رسول الله لبّیك۔ اے خدا کے رسول حاضر ہوں حاضر ہوں۔ اے خدا کے رسول حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔

جس طرح دم بھر میں میدان خالی ہو گیا تھا۔ اسی طرح دم بھر میں میدان سپاہیوں سے بھر گیا۔ اور پروانہ وار سب اپنے آقا کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اور ان میں سے ہر ایک اس کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار ہی نہ تھا۔ بلکہ اسے اپنے لئے فخر سمجھتا تھا۔ دشمن ایک آن کی آن میں پسپا ہو گیا۔ اور خطرناک شکست زبردست فتح سے بدل گئی ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ مقدس وجود میرا آقا فداہ ابی و امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور انکے ساتھی مہاجرین وانصار تھے۔ آپؐ کی فردی زندگی آپؐ کی اُمت کی زندگی کے لئے ایک پیشین گوئی تھی۔ جس طرح آپؐ نے کمزوری کے بعد طاقت حاصل کی۔ اسی طرح اُمت محمدیہ نے کمزوری کے بعد ترقی پائی۔ اور جس طرح آپؐکے زمانہ کی فتوحات کے موقعہ پر بعض لوگوں نے خیال کیا۔ کہ وہ اب محفوظ ہو گئے ہیں۔ اور دشمن کے حملہ سے غافل ہو گئے۔ تو اسلامی لشکر پراگندہ ہو گیا۔ اسی طرح آپکی اُمت سے ہوا۔ کہ جب خدا تعالیٰ نے اسے دنیا کا بادشاہ کر دیا۔ تو اس نے خیال کیا۔ کہ اب وہ دشمنوں کے حملہ سے محفوظ ہو گئی ہے۔ اور تب چاروں طرف سے دشمن کھڑے ہو گئے اور وہ پراگندہ ہو گئی۔ اور افسوس کہ اسوقت یہی حال ہو رہا ہے۔ مگر اب آخری حصہ باقی ہے۔ اب وقت ہے، کہ ایک آواز بلند ہو جو مسلمانوں کو یاد دلائے۔ کہ اے اسلام کی محبت کا دعویٰ کرنیوالو۔ خدا کا رسول تمھیں بُلاتا ہے۔ اسلام کی عظمت اور اسکی شوکت کیلئے مسلمانوں کے اصلاح حال اور انکی ترقی کیلئے پھر اکٹھے جاؤ۔ تمھاری ترقی اور تمھارا اقبال صرف اور صرف اس بات سے وابستہ ہے کہ سچے طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ اور آپکی قیادت میں خدا کی لڑائیاں لڑو۔ آج صرف اور صرف ایک ہی علاج مسلمانوں کے مصائب کا ہے اور وہ یہ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کریں۔ اور آپؐ سے تعلق کو مضبوط کریں۔ اور آپکے اسوہ کو اختیار کریں +

امام جماعت احمدیہ

شذرات

ہندوستانی آبادی بلحاظ مذاہب

ہندوستان میں کئی مذاہب کے پیرو آباد ہیں۔ ان کی کیفیت درج ذیل ہے:-

مذہب	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۲۱ء
برہمن	۲۰۷۰۵۰۵۵۷	۲۱۷۲۳۷۹۴۴	۲۱۶۲۶۰۶۲۰
بدھ	۹۴۷۶۷۵۹	۱۰۷۲۱۴۵۳	۱۱۵۷۱۲۶۸
مسلمان	۶۲۴۵۸۰۷۷	۶۶۶۴۷۲۹۹	۶۸۷۳۵۲۲۳
سکھ	۲۱۹۵۳۳۹	۳۰۱۴۴۶۶	۳۲۳۸۸۰۳
آریہ سماجی	۹۲۴۱۹	۲۴۳۴۴۵	۴۶۷۵۷۸
جین	۱۳۳۴۱۴۸	۱۲۴۸۱۸۲	۱۱۷۸۵۹۶

مذہب	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۲۱ء
پارسی	۹۴۱۹۰	۱۰۰۰۹۶	۱۰۱۷۷۸
عیسائی	۲۹۲۳۲۴۱	۳۸۷۶۲۰۳	۴۷۵۴۰۶۴
یہودی	۱۸۲۲۸	۲۰۹۸۰	۲۱۷۷۸
عناصر پرست	۸۵۸۴۱۴۸	۱۰۲۹۵۱۶۸	۹۷۷۴۶۱۱
بقیہ مذاہب	۱۲۹۹۰۰	۳۷۱۰۱	۱۸۰۰۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف اہل مذاہب کی دہ سالہ ترقی یا کمی

مذہب	سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۱۱ء تک	سنہ ۱۹۱۱ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک
مسلمان	۱۴٬۸۹٬۲۲۲ لاکھ کی ترقی	۲۰٬۸۷٬۹۳۴ لاکھ کی ترقی
عیسائی	۹٬۵۳٬۰۶۲ لاکھ " "	۸٬۷۷٬۸۶۱ لاکھ " "
سکھ	۸٬۱۹٬۱۲۷ لاکھ " "	۲٬۲۴٬۳۳۷ لاکھ " "
آریہ سماجی	۱٬۵۱٬۰۲۶ لاکھ " "	۲٬۲۴٬۱۳۳ لاکھ " "
برہمن	۱٬۰۲٬۸۷٬۳۸۶ کروڑ " "	۹٬۷۷٬۳۲۲ لاکھ کی کمی
جین	۱٬۳۶٬۰۶۶ لاکھ کی کمی	۲۹٬۵۸۶ ہزار کی کمی
بُدھ	۱۲٬۴۱٬۶۹۴ لاکھ کی ترقی	۸٬۵۰٬۱۷۵ لاکھ کی ترقی
پارسی	۵۹۰۶ ہزار کی ترقی	۱٬۶۸۲ ہزار کی ترقی
برہموسماج	۴۵۴ سو کی ترقی	۸۸۴ کی ترقی

فیصدی کے لحاظ سے تناسب

عیسائیوں نے سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۲۱ء کے درمیان ۶۲٫۳ فی صدی ترقی کی اور سنہ ۱۹۱۱ء اور سنہ ۱۹۲۱ء کے درمیان ۲۲٫۷ ترقی کی۔ آریہ سماج نے سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۱۱ء تک فی صدی ۱۶۳٫۴ کی نسبت سے ترقی کی اور سنہ ۱۹۱۱ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک ۹۲٫۱ کی نسبت سے ترقی کی۔ مسلمانوں نے سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۱۱ء تک ۶٫۷ کی نسبت سے ترقی کی اور سنہ ۱۹۱۱ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک صرف ۳٫۱ کی نسبت سے ترقی کی ؞

اسلام نے اپنے احکام کے ذریعہ عورت کو اس غلامی سے آزاد کرا دیا۔ جس میں وہ ہزاروں سال سے مبتلا تھی جس میں وہ ہر ملک میں پابند کی جاتی تھی۔ جس کا طوق ہر مذہب اسکی گردن میں ڈالتا تھا۔ ایک شخص نے ایک ہی وقت میں ان دیرینہ قیود کو کاٹ دیا۔ اور دنیا بھر کی عورتوں کو آزاد کر دیا۔ اور ماؤں کو آزاد کر کے بچوں کو بھی غلامی کے خیالات سے محفوظ کر لیا۔ اور اعلیٰ خیالات اور بلند حوصلگی کے جذبات کے اُبھرنے کے سامان پیدا کر دئے مگر دنیا نے اس خدمت کی قدر نہ کی اس نے وہی بات جو احسان کے طور پر تھی اسے ظلم قرار دیا۔ طلاق اور خلع کو فساد قرار دیا اور ورثہ کو خاندان کی بربادی کا ذریعہ عورت کے مستقل حقوق کو خانگی زندگی کا تباہ کرنیوالا اور اسی طرح ترقی چلی گئی اور تیرہ سو سال تک وہ اپنی نابینائی سے اس بینا کی باتوں پر ہنستی چلی گئی۔ اور اسکی تعلیم کو خلاف اصول فطرت قرار دیتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وقت آگیا کہ خدا کے کلام کی خوبی ظاہر ہو اور جو تہذیب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وشائستگی کے دعویدار تھے وہ رسول کریم صلعم کے تہذیب سکھانے والے احکام کی پیروی کریں ان میں سے ہر ایک حکومت ایک ایک کر کے اپنے قوانین کو بدلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول کی پیروی کی۔

انگریزی قانون جو طلاق اور خلع کے لئے کسی ایک فریق کی بدکاری اور ساتھ ہی ظلم اور مار پیٹ کو لازمی قرار دیتا تھا سنہ ۱۹۲۳ء میں بدل دیا گیا۔ اور صرف بدکاری ہی طلاق اور خلع کا موجب تسلیم کر لی گئی۔

نیوزی لینڈ میں سنہ ۱۹۱۲ء میں فیصلہ کر دیا گیا کہ سات سالہ پاگل کی بیوی کا نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے اور سنہ ۱۹۲۵ء میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر خاوند یا بیوی عورت اور مرد کے حقوق کو ادا نہ کریں تو طلاق یا خلع ہو سکتا ہے اور تین سال تک خبر نہ لینے پر طلاق کو جائز قرار دیا گیا (بالکل اسلامی فقہا کی نقل کی ہے مگر تیرہ سو سال اسلام پر اعتراض کرنے کے بعد)

آسٹریا کی ریاست کوئینز لینڈ میں پانچ سالہ جنون کو وجہ طلاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ٹسمانیا میں سنہ ۱۹۱۹ء میں قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ بدکاری۔ چار سال تک خبر نہ لینا۔ بدمستی اور تین سال تک عدم توجہی۔ قید۔ مار پیٹ اور جنون کو وجہ طلاق قرار دیا گیا ہے۔ علاقہ وکٹوریہ میں سنہ ۱۹۲۳ء میں قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ خاوند اگر تین سال خبر نہ لے۔ بدکاری کرے۔ خرچ نہ دے یا سختی کرے۔ قید۔ مار پیٹ۔ یا عورت کی طرف سے بدکاری یا جنون یا سختی اور فساد کا ظہور ہو تو طلاق اور خلع ہو سکتا ہے۔

مغربی آسٹریلیا میں علاوہ اوپر کے قوانین کے حاملہ عورت کی شادی کو بھی فسخ قرار دیا گیا ہے (اسلام بھی اسے ناجائز قرار دیتا ہے)

کیوبا جزیرہ میں سنہ ۱۹۱۸ء میں فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ بدکاری پر مجبور کرنا۔ مار پیٹ۔ گالی گلوچ۔ سزا یافتہ ہونا۔ بدمستی۔ جوئے کی عادت۔ حقوق کا ادا نہ کرنا۔ خرچ نہ دینا۔ متعدی بیماری یا باہمی رضامندی کو طلاق و خلع کی کافی وجوہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔

اٹلی میں سنہ ۱۹۱۹ء میں قانون بنا دیا گیا ہے کہ عورت اپنے مال کی مالک ہوگی اور اس میں سے صدقہ خیرات یا فروخت کر سکیگی اس وقت تک یورپ میں عورت کو اسکے مال کا مالک نہیں مانا جاتا تھا۔ میکسیکو امریکہ میں بھی اوپر کے بیان کردہ وجوہ کو طلاق و خلع کے لئے کافی وجہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی باہمی رضامندی کو بھی اسکے جواز کے لئے کافی سمجھا گیا ہے۔ یہ قانون سنہ ۱۹۱۷ء میں پاس ہوا ہے۔ پرتگال میں سنہ ۱۹۱۵ء میں ناروے میں سنہ ۱۹۰۹ء میں اور سویڈن میں سنہ ۱۹۲۰ء میں۔ سوئٹزرلینڈ میں سنہ ۱۹۱۲ء میں ایسے قوانین پاس کر دیئے گئے کہ جن سے طلاق اور خلع کی اجازت ہو گئی ہے۔ سویڈن میں باپ کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اٹھارہ سال تک کی عمر تک بچہ کے اخراجات ادا کرے۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں گو قانون اب تک یہی کہتا ہے کہ بچہ پر باپ کا حق ہے لیکن عملاً اسلامی طریق پر اصلاح شروع ہو گئی اور جج عورت کے احساسات کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں اور مرد کو مجبور کر کے خرچ بھی دلوایا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن ابھی تک اس قانون میں بہت کچھ خامیاں ہیں گو مرد کے حقوق کی حفاظت زیادہ سختی سے کی گئی ہے عورت کو اسکے مال پر تصرف بھی دلایا جا رہا ہے لیکن ساتھ ہی بعض ریاستوں میں یہ بھی قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ اگر خاوند اپاہج ہو جائے تو بیوی پر بھی اسکے اخراجات کا مہیا کرنا لازمی ہوگا۔

عورتوں کو ووٹ کے حقوق دیئے جا رہے اور ان سے قومی امور میں مشورہ لینے کیلئے بھی راہیں کھولی جا رہی ہیں لیکن یہ سب باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پورے تیرہ سو سال کے بعد ہوئی ہیں اور ابھی کچھ ہونی باقی ہیں بہت سے ممالک میں ابھی عورت کو باپ اور ماں اور خاوند کے مال کا وارث نہیں قرار دیا گیا۔ اور اسی طرح اور کئی حقوق باقی ہیں جن میں اسلام اب بھی باقی دنیا کی رہنمائی کر رہا ہے۔ لیکن ابھی اس نے اسکی رہنمائی کو قبول نہیں کیا۔ لیکن وہ زمانہ دُور نہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کو ان معاملات میں بھی دُنیا قبول کریگی جس طرح اس نے اور معاملات میں قبول کیا۔ اور آپ کا جہاد عورتوں کی آزادی کے متعلق اپنے پورے اثرات اور نتائج ظاہر کریگا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؂

مرزا محمود احمد

احادیث کے بعض جوامع الکلم

۱۔ انما الاعمال بالنیات۔	تمام اعمال کا بدلہ اور مدار نیتوں پر ہے۔
۲۔ المسلم مرأة المسلم۔	ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔
۳۔ المستشار مؤتمن۔	جس سے مشورہ لیا جائے اس پر اس مشورہ کی امانتداری لازم ہے۔
۴۔ المرء مع من احبّ۔	آدمی در اصل اسی کے ساتھ ہے جس سے اس کو محبت ہو۔
۵۔ خیر الامور اوسطھا۔	جو کام افراط تفریط سے بچا ہوا ہو وہی اچھا ہوتا ہے۔
۶۔ من لا یرحم لا یُرحم۔	جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔
۷۔ احبّ العمل عند اللہ ادومہٗ۔	اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر عمل وہی ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔
۸۔ لا یلدغ المؤمن من جحرٍ واحدٍ مرتین	مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔
۹۔ کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیتہٖ۔	تم میں سے ہر فرد بشر چرواہا ہے۔ اور وہ اپنے گلہ کی بابت جوابدہ ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۰- انصر اخاك ظالما او مظلوما	ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کر۔ وہ ظالم ہو تو اسے ظلم سے روک اور مظلوم ہو تو اسکی تائید کر۔
۱۱- كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع	جھوٹا ہے وہ شخص جو ہر سنی سنائی بات کا ذکر کرتا پھرے۔
۱۲- من تشبه بقوم فهو منهم	جو شخص اپنی ظاہری شکل کسی قوم کے مشابہ بنائے وہ انہی میں سے ہے۔
۱۳- من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه	انسان کا اسلام تب ہی اچھا ہوتا ہے۔ جب وہ بے فائدہ باتوں کو ترک کر دے۔
۱۴- الدّين النصيحة	دین کی اصلیت خیر خواہی ہے۔
۱۵- الحربُ خدعةٌ	جنگ کا مطلب دشمن کو دھوکا دینا ہے۔
۱۶- الاثم ما حاك فى صدرك	گناہ وہ ہے۔ جو تیرے دل میں کھٹکے۔
۱۷- كثرة الضحك تميت القلب	بہت ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔
۱۸- الغناء غنا النفس۔	غنا دل کا غنی ہونا ہے۔ نہ کہ مال کی کثرت۔
۱۹- الصبر عن صدمة الاولیٰ۔	صبر وہی ہے جو پہلے دھکے کے وقت کیا جائے۔
۲۰- الدنيا سجن المومن وجنة الكافر	دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے۔
۲۱- الحق يعلوا ولا يعلى۔	حق ہمیشہ غالب آجاتا ہے۔ اور کبھی مغلوب نہیں رہتا۔
۲۲- البيّنة على المدعى واليمين على المدعى عليه۔	ثبوت ہمیشہ مدّعی کے ذمّہ ہے اور مدّعی علیہ پر صرف قسم ہے۔
۲۳- الامام جُنّةٌ يقتل من وراءه۔	امام وقت ڈھال ہوتا ہے۔ جس کی پناہ میں اور جسکے زیر پر جہاد کیا جاتا ہے۔
۲۴- خيركم خيركم لاهله۔	تم میں سے نیک وہی ہے جو اپنی بیوی سے بھی نیک سلوک کرے۔
۲۵- الاعمال بالخواتيم۔	اعمال کا نتیجہ خاتمہ پر منحصر ہے۔ انجام نیک ہے تو اعمال بھی نیک ہوگئے اصل اعتبار خاتمہ پر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھئے وہاں لکھا ہے:-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں۔ کہ جب تک ابن آدم کو اسکی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لینگے موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔" متی $\frac{۱۶}{۲۸}$)

کیا وہ تمام لوگ "جو کھڑے تھے" مر نہیں گئے؟ پھر حضرت مسیحؑ کے الفاظ ظاہر پر ہی محمول کرنا خود حضرت مسیحؑ کی تکذیب کرنا ہے۔

پادری۔ مسیح کی آمد ثانی جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے جلال اور شوکت کے ساتھ ہوگی۔ وہ اگر خفیہ نہ رہیگا بلکہ لوگ اُسے آسمان سے آتے دیکھینگے۔ مرزا صاحب کیسے مسیح ہوئے۔ کہ ایک چھوٹے سے گمنام گاؤں میں مبعوث ہوگئے۔ وہ جلال اور شوکت بھی انکے ساتھ نہیں۔

احمدی۔ دراصل آپ انجیل سے واقف نہیں ورنہ ایسی بات نہ کہتے۔ انجیل میں لکھا ہے:-

"خداوند کا دن اس طرح آنیوالا ہے جس طرح رات کو چور آتا ہے۔" (۱۔تسلونیقیوں $\frac{۵}{۲}$)

پھر لکھا ہے:- "اس نے (مسیح) نے جواب میں ان سے کہا کہ خدا کی بادشاہت ظاہر طور پر نہ آئیگی" (لوقا $\frac{۱۷}{۲۰}$)

پس ضرور تھا کہ مسیح ثانی ناگہاں اور خفیہ آتا نہ کہ ظاہری بادشاہت کے ساتھ۔

پادری۔ حیرانی کی بات ہے کہ ایک طرف تو مرزا صاحب مثیل مسیح بنتے ہیں مگر دوسری طرف ان سے بڑے بھی بنتے ہیں جیسے کہتے ہیں ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے ۔ حالانکہ مشابہت اور تشبیہ میں مشبہ بہٖ اعلیٰ اور افضل ہوتا ہے لہٰذا اگر مرزا صاحب مثیل مسیحؑ بنے تھے۔ تو انہیں مسیح سے کم درجہ پر ماننا پڑیگا۔

احمدی۔ حیرت کی کوئی بات نہیں۔ مثیلِ موسیٰؑ موسیٰؑ سے بڑھ کر ہو تو مثیل مسیحؑ مسیحؑ سے بڑھ کر ہونا چاہیئے مسلمان آنحضرتؐ کو موسیٰ کا مثیل مانتے ہیں مگر ان سے اعلیٰ اور افضل۔ اسی طرح ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مثیل مسیحؑ مانتے ہیں مگر مسیحؑ سے ہر شان میں افضل یقین کرتے ہیں۔ تشبیہ کا یہ قاعدہ روحانی تشبیہ میں بعینہٖ جاری نہیں ہوتا۔ بلکہ محض تقدم زمانی کی وجہ سے بھی مشبہ قرار دیا جاتا ہے۔ اب دیکھئے عیسائی لوگ حضرت یوحنا کو "مثیل ایلیاہ" مانتے ہیں۔ مگر کیا وہ ایلیاہ سے کم درجہ تھے؟ ہرگز نہیں! انجیل میں لکھا ہے۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں" (لوقا $\frac{۷}{۲۸}$)

پس جب یوحنا باوجودیکہ وہ مثیل ایلیا تھا۔ ایلیا سے ہر شان میں بڑا تھا۔ تو پھر مثیل مسیحؑ مسیحؑ سے افضل کیوں نہیں ہو سکتا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۶- کل مولودٍ یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ او یشرکانہ	ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی یا مجوسی یا مشرک۔
۲۷- اعقل فتوکّل۔	پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھ پھر خدا پر توکّل کر۔

صلے اللہ علیہ وسلم

طبّی باتیں

بیاض چشم کا باقی علاج:- چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی نسخہ ہر ایک آدمی کو مفید نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا کچھ اور نسخہ جات عرض کیئے جاتے ہیں:-

تخم سرس۔ نہایت باریک پیسکر بیاض کے اوپر لگا کر چند منٹ سیدھے گدی کے بل لیٹے رہیں۔ اسی طرح دن میں دو تین بار کریں۔ بیس۲۰ روز تک۔ نوٹ:- یہ دوا ذرا آنکھوں میں سوزش کرتی ہے۔

سرس کے نرم نرم کونپل کا تازہ پانی چند قطرے نکالکر آنکھ میں ڈالیں۔ بدستور مذکورہ بالا ۲۰ روز تک۔

مغز تخم کپاس۔ یعنی بنولے کا مغز۔ نہایت باریک سرمہ سا کر کے بدستور مذکورہ بالا استعمال کریں۔

دیگر۔ سونا مکھی (مرقشیشا ذہبی) سوہاگہ بریاں (بھونا ہوا) پھٹکری بریاں۔ شیشہ نمک۔ رسونت

سونا مکھی	سوہاگہ بریاں	پھٹکری بریاں	شیشہ نمک	رسونت
۳ رتی	۳ رتی	۳ رتی	۳ رتی	۸ رتی

سب کو کانسی کے برتن میں پیشکر سرمہ بنا کر بدستور مذکورہ بالا استعمال کریں۔

دیگر سیماب (پارہ) ایک تولہ۔ تیزآب گندھک (سلفیورک ایسڈ پیور) چار تولہ دونو کو لوہے کی کڑچھی میں ڈال کر آگ پر رکھیں۔ جب تیزآب جل جائیگا تو سیماب سفید کشتہ زردی مائل ہو جائیگا۔ اسکو کھرل میں ڈال کر ایک سیر پختہ پانی جس میں چھ ماشہ نمک حل کیا ہوا ہو۔ اس میں ڈالکر پانچ منٹ دستہ ہلائیں پھر پانچ منٹ ٹھیرا کر پانی نتھار کر پھینک دیں۔ اسی طرح دس بار کریں۔ اس طرح تیزآب کی زہریلی ساری خارج ہو جائیگی۔ اور خالص سیماب کا کشتہ رہ جائیگا۔ اب اسکے ہموزن سرمہ سیاہ ملا کر خوب باریک کر کے بیاض کے اوپر لگائیں۔ ہفتہ میں صرف ایک بار لگائیں۔ ۳-۴ بار کے استعمال سے سفید داغ دور ہو جائیگا۔ انشاء اللہ

نوٹ:- یہ دوا آنکھوں کے لئے بہت امراض میں کارآمد ہے۔

شب کوری۔ جسکو اندھراتا یا رتوندھی کہتے ہیں۔ اس مرض میں رات کو نظر نہیں آتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پادری۔ مسیح نے کہا تھا۔ کہ بہت سے جھوٹے مسیح اُٹھ کھڑے ہونگے۔ مرزا صاحب بھی ان میں سے ایک ہیں۔

احمدی۔ سچے اور جھوٹوں میں انجیل نے کیا مابہ الامتیاز قائم کیا ہے؟ اگر کوئی علامت صادق مسیحؑ کی نہیں بتائی گئی تو انجیل ناقص ہوئی اور اگر بتائی ہے تو اس سے بآسانی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ جھوٹے مسیح تو حضرت مرزا صاحبؑ سے بہت پیشتر سے اور بہت تعداد میں ہو رہے ہیں۔ انجیل میں لکھا ہے:۔

"اے لڑکو! یہ اخیر وقت ہے اور جیسا تم نے سُنا ہے کہ مخالفِ مسیح آنیوالا ہے اسکے موافق اب بھی بہت سے مخالفِ مسیح پیدا ہو گئے ہیں اسلئے ہم جانتے ہیں کہ یہ اخیر وقت ہے۔" (۱۔ یوحنا ۲/۱۸)

پس حضرت مرزا صاحبؑ کو ان میں شامل کرنے کا کوئی موقعہ اور کوئی دلیل نہیں ہے۔

پادری۔ یہودی مسیح کے منتظر ہیں۔ عیسائی منتظر ہیں اور مسلمان بھی انتظار کرتے ہیں اب چاہیئے تھا۔ کہ مسیح فلسطین میں آتا یا لنڈن میں مبعوث ہوتا یا مکّہ معظّمہ میں نزول فرماتا۔ پنجاب میں آنا خود دلیل کذب ہے۔

احمدی۔ انجیل نے مسیح موعودؑ کی جائے بعثت فلسطین۔ لنڈن یا مکّہ قرار نہیں دی بلکہ لکھا ہے:۔

"جیسے بجلی پورب سے کوندکر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا" (متی ۲۴/۲۷)

اس آیت میں حضرت مسیحؑ نے خود فرمادیا کہ میری آمد ثانی پورب (مشرق) میں ہوگی اور پنجاب مسیحؑ کے جائے قیام سے عین مشرق میں ہے۔ بجلی تو شمال، جنوب مغرب ہر سمت سے کوندا کرتی ہے مگر مسیحؑ کا "پورب سے کوندکر" فرمانا یقیناً یہی معنے رکھتا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد مشرق میں ہوگی۔ نیز مذکورہ بالا مقامات میں عام طور پر ایک ایک مذہب کے لوگ ہی پائے جاتے ہیں مگر مسیحؑ کو تمام مذاہب میں فیصلہ کرنے کیلئے آنا تھا۔ اسلئے ضرور تھا کہ وہ کسی ایسے ملک میں آتا جسے مذاہب کی منڈی کہا جاسکے۔ وہ اسوقت یقیناً ہندوستان ہی ہے۔ اور ہندوستان کا سر پنجاب ہے۔ اس لئے وہ موعود پنجاب میں ہی آنا چاہیئے۔

پادری۔ مرزا صاحب اچھے آئے کہ طاعون، زلزلے وغیرہ آنے شروع ہو گئے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ مسیح ان تمام حوادث کے بعد آئیگا۔ مگر مرزا صاحب ان سب سے پہلے آئے۔ اس لئے آپ سچے مسیح موعود نہیں کیونکہ یہ وقت مسیح کے آنے کا نہیں۔

احمدی۔ ہر نبی کے آنے سے عذاب آتے رہے اور ہمیشہ منکر یہی اعتراض کرتے رہے ہے۔ حالانکہ عذاب تو انبیاءؑ کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ تو عین وقت پر آئے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ ابھی وقت نہیں یہی حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ انجیل میں لکھا ہے:۔

"جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کس دن تمہارا خداوند آئیگا لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئیگا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب ہونے نہ دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلئے تم بھی تیار رہو۔ کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائیگا" (متی ۲۴/۴۲-۴۴)

باقی رہا یہ اعتراض کہ مسیحؑ ان تمام حوادث کے بعد آئیگا یہ بھی سراسر غلط اور نامعقول ہے۔ انجیل میں روزمرہ کتر بیونت ہوتی رہتی ہے۔ یہ دراصل تحریف ہے ورنہ نقلاً و عقلاً یہ بات درست نہیں۔ کہ نبی کے آنے سے پیشتر عذاب آجائیں۔ جب تک تمام حجت نہ ہو عذاب کیسے دیا جا سکتا ہے؟ پس یہ انجیل نویسوں کی غلطی ہے۔ اور یہ بات خود انجیل کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہاں لکھا ہے:۔

"جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کے آنے کے وقت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے تھے۔ اور ان میں بیاہ شادی ہوتی تھی۔ اس دن تک کہ نوح کشتی میں داخل ہوا۔ اور جبتک طوفان آکر ان سب کو بہا نہ لے گیا۔ ان کو خبر نہ ہوئی اسی طرح ابن آدم کا آنا ہوگا۔" (متی ۲۴/۳۷-۳۹)

گویا مسیحؑ کا پہلے آنا ہوگا اور بعد میں عذاب آئینگے جیسا کہ نوحؑ کے وقت میں ہوا۔ پس اب جبکہ ناگہانی عذاب آرہے ہیں عقلمند کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ مسیحؑ کہاں ہے اور کون ہے؟

پادری۔ پہلا مسیحؑ تو مجرّد تھا۔ مرزا صاحب نے دو۲ شادیاں کیں۔ اگر مثیل مسیحؑ ہوتے تو یہ بھی مجرّد ہوتے۔ ورنہ مثیل کیسے؟

احمدی۔ اسکے کئی جواب ہیں۔ **اوّل**۔ مثیل کے لئے ہر بات میں مماثلت ضروری نہیں۔ زید کو شیر کہنے سے اسکے پنجے اور دُم کا ہونا لازم نہیں آتا۔ مماثلت کام کی نوعیت، مدارج، زمانہ وغیرہ کے لحاظ سے ہے۔ نہ کہ شادی شدہ اور مجرّد ہونیکے اعتبار سے۔ **دوم**۔ پہلا مسیحؑ بقول آپکے خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔ وہ تو مجرّد رہنے کے لئے معذور تھا۔ کیونکہ نعوذ باللہ کوئی خدا کی بیٹی ہوتی۔ تب ہی وہ شادی کر سکتا تھا۔ ورنہ خدا کے بیٹے اور انسان کی بیٹی کا کیا جوڑ؟ **سوم**۔ حضرت مسیحؑ کی ولادت پر یہودی معترض تھے اسلئے یہود میں سے کسی نے انہیں رشتہ نہ دیا اور شادی نہ ہو سکی۔ **چہارم**۔ انجیل انکی ۳۳ سالہ زندگی کے ناقص حالات بیان کرتی ہے مگر ہمارے نزدیک انکی ۱۲۰ سال عمر ہوئی ہے اس عرصہ میں انہوں نے شادی کی باقی عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ **پنجم**۔ حضرت مسیحؑ ایک فقیہہ سے جو آپکے ساتھ رہنا چاہتا تھا فرماتے ہیں:۔

"لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کیلئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" (متی ۸/۲۰)

غور کا مقام ہے کہ ان حالات میں وہ کیسے شادی کر سکتے تھے۔ مسیحؑ ثانی ان تمام حالات سے پاک تھا۔ اس لئے اپنے متبوع آنحضرت صلعم کے حکم کے مطابق شادی کی۔ اور صاحب اولاد ہوا۔

پادری۔ مرزا صاحب کی محمدی بیگم رشتہ ماالله والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ انہیں کیونکر راستباز مانا جا سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی۔ محمدی بیگم کی پیشگوئی اپنی شرائط کے مطابق پوری ہوئی۔ جیسا کہ یونہ نبی کی پیشگوئی کا ذکر بائیبل میں ہے۔ مرزا احمد بیگ کی مطابقِ پیشگوئی موت سے اسکے داماد سلطان محمد پر خوف طاری ہوگیا۔ اور وہ شوخیوں سے باز آگیا اور اس نے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ شرط سے فائدہ اٹھایا۔ ثناء اللہ کے متعلق تو کوئی پیشگوئی موت کی نہ تھی صرف دعا مباہلہ شائع کی گئی جسے اس نے منظور نہ کیا۔ لیکن بالفرض اگر ایک یا دو پیشگوئیاں حضرت مرزا صاحبؑ کی بقول آپکے پوری نہیں ہوئیں تو آپکو انکار کی گنجائش نہیں۔ انجیل کی رو سے حضرت مسیحؑ کی کونسی پیشگوئی پوری ہوئی۔ انہوں نے کہا تھا۔ کہ لوگ زندہ ہونگے میں آجاؤنگا مگر آجتک نہ آئے۔ انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ بارہ[۱۲] حواری بارہ تختوں پر عدالت کرینگے۔ مگر ایک نے تیس[۳۰] روپے لیکر پکڑوا دیا۔ دوسرے نے لعنت کردی۔ باقی تتر بتر ہوگئے۔ ایسا ہی باقی خبروں کا حال ہے میں آپکو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ آپ انجیل کی رو سے حضرت مسیحؑ کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی ثابت کریں تو میں حضرت مرزا صاحبؑ کی آٹھ پیشگوئیاں پیش کرونگا۔ اور آپ ہرگز اس مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ (چنانچہ اخیر وقت تک آپنے بار بار اعادہ کے باوجود اس طرف رخ نہ کیا)

پادری۔ پہلا مسیحؑ تو مُردوں کو زندہ کرتا تھا۔ مگر یہ عجیب مسیح تھا کہ اس نے مُردوں کو تو زندہ نہ کیا ہاں لیکھرام وغیرہ کو مارا۔ گویا زندوں کو مارنے آیا تھا۔

احمدی۔ اس کے تین جواب ہیں (۱) ہلاک کرنا بھی معجزہ ہے۔ پطرس کا معجزہ بعض لوگوں کی ہلاکت بھی بتلائی گئی ہے ملاحظہ ہو (اعمال ۵ و ۱۰) پھر لکھا ہے "ہم خداوند کی آزمائش نہ کریں جیسے ان میں سے بعض نے کی اور سانپوں نے انہیں ہلاک کیا" (کرنتھیوں ۱۰/۹) ۔ پس اگر حضرت مرزا صاحبؑ کی دعا سے بعض شریر ہلاک ہوئے تو یہ بھی آپکا ایک معجزہ ہے۔ (۲) انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ حقیقی مُردوں کو زندہ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ بعض قریب المرگ لوگ انکی دعا سے شفایاب ہوتے تھے ورنہ یہ عقلاً محال امر ہے کہ آپ ہزاروں مُردوں کو زندہ کریں مگر آپکو ماننے والے صرف چند ہی نظر آئیں ایسی صورت میں تو سب لوگ مان جاتے جیسا کہ سردار کی لڑکی کے متعلق ہوا جسے غشی کے باعث مُردہ سمجھ لیا گیا حضرت مسیحؑ نے فرمایا:۔ "ہٹ جاؤ کیونکہ لڑکی مری نہیں بلکہ سوتی ہے" (متی ۹/۲۴) حضرت مسیح موعودؑ بھی ایسے لوگوں کی شفایابی کا باعث ہوئے۔ عبدالرحیم خاں اور عبدالکریم جسے دیوانہ کُتّے نے کاٹا تھا۔ حضرتؑ کی دعا سے آجتک زندہ ہیں۔ (۳) حقیقت الامر یہی ہے کہ مسیحؑ کے زندہ کردہ مُردے جسمانی نہ تھے بلکہ روحانی تھے جیسا کہ انجیل کے یہ الفاظ صاف ہیں کہ "اس (مسیح) نے تمھیں بھی زندہ کیا جو اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب مُردہ تھے" (افسیوں ۲/۱) ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی روحانی مُردے زندہ کیئے۔ اور وہ مسیحؑ اوّل کے زندہ کردوں سے بہت افضل ہیں۔ مسیحؑ ناصری کے زندہ کیئے ہوؤں کا حشر کیا ہوا؟ جب

(۱) [illegible] تحریر کے ذریعے [illegible] چیلنج [illegible] کے سامنے [illegible] کوئی شیردل پادری مقابلہ کیلئے آئیگا [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصیبت کا موقعہ آیا سب حواری بھاگ گئے ایک حواری تیس روپوں کے عوض پکڑوا دیتا ہے۔ دوسرا جسے آسمان کا چابی بردار کہا گیا تھا۔ لعنت کرنے لگ جاتا ہے۔ غرض انکی زندگی موت سے بدل گئی۔ کیونکہ وہ جسمانی موت سے ڈر گئے۔ مگر مسیح محمدی کے زندہ کیئے ہوؤں پتھروں سے سنگسار کیئے جاتے۔ وطنوں سے جلا وطن کیئے جاتے، جائدادوں سے محروم ہو جاتے مگر اس آبحیات سے مُنہ نہ موڑتے بلکہ انکا شوق اور بھی بڑھتا جاتا گویا موت ان پر آہی نہیں سکتی۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ❊ اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

پادری۔ مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعویٰ تو کر دیا۔ مگر ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے ڈر گئے۔ اور اقرار کر لیا۔ کہ میں آئندہ انذاری پیشگوئی شائع نہ کرونگا۔

احمدی۔ آپ کس مُنہ سے یہ اعتراض کرتے ہیں جبکہ مسیحؑ ناصری جنہیں آپ خدا کا بیٹا مانتے ہیں انکی یہ حالت ہے، کہ وہ یہود کے خوف سے مارے مارے پھرتے ہیں بلکہ اپنے حواریوں کو بتاکید نصیحت کرتے ہیں۔ لکھا ہے :۔

"پھر اس نے انہیں تاکید کی کہ میری بابت کسی سے یہ (کہ میں ہی مسیح ہوں) نہ کہنا" (مرقس ۸⁄۳۰)

اور عید میں جانے سے بھی اس بناء پر انکار کیا۔ لکھا ہے :۔

"دنیا تم سے عداوت نہیں کر سکتی لیکن مجھ سے کرتی ہے۔ کیونکہ میں اسپر گواہی دیتا ہوں کہ اسکے کام بُرے ہیں تم عید میں جاؤ میں ابھی اس عید میں نہیں جاتا" (یوحنا ۷⁄۸)

اور پھر عملاً اسکے خلاف کیا۔ لکھا ہے :۔

"جب اسکے بھائی عید میں چلے گئے اس وقت وہ بھی گیا ظاہراً نہیں بلکہ گویا پوشیدہ" (یوحنا ۷⁄۱۰)

اب تو گویا "یک نہ شد دو شد" والی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈپٹی کمشنر کے ڈر سے نہیں بلکہ اپنے مذہب کے مطابق حکام کی اطاعت کو ضروری سمجھتے تھے۔ موت کی پیشگوئیوں پر ہی حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت منحصر تو نہ تھی اور نہ ہی آپ کا مقصد بعثت موت کی پیشگوئیاں شائع کرنا تھا آپ سے اصرار کیا جاتا تو آپؑ عدو عنید کے لئے خدا تعالیٰ کی تقدیر کا فیصلہ ظاہر کرتے یہی دستور العمل آپ کا اوّل سے آخر تک قائم رہا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

پادری۔ مرزا صاحب نے حضرت مسیحؑ کو گالیاں دی ہیں۔

احمدی۔ جب حضرت مرزا صاحبؑ اپنے آپ کو مثیل مسیحؑ کہتے ہیں۔ تو وہ مسیحؑ کو گالیاں کیسے دے سکتے ہیں اس سے آپ صرف مسلمانوں کو بھڑکانا چاہتے ہیں مگر وہ آپکی چال میں نہ آئینگے۔ کیا کوئی اپنے مثیل کو بھی گالیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واِنا انکرام المسیح ونعلم انه کان تقیاً ومن الانبیاء الکرام" (ترغیب المومنین ص۱۹ حاشیہ) کہ ہم نے حضرت مسیحؑ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ ان عیسائیوں پر الزام خصم کے طور پر لکھا ہے جو آنحضرت صلعم کو گالیاں دیتے ہیں، اور وہ بھی اناجیل سے لکھا ہے ہمارے اپنے عقیدہ میں حضرت مسیحؑ برگزیدہ رسولوں میں سے تھے" اب آپ حضرت مرزا صاحبؑ کی کوئی ایسی تحریر پیش کریں۔ جس کا ثبوت یا ماخذ بائیبل نہ ہو۔ لیکن آپ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے ؛

آخری نوٹ :۔ گفتگو کا لب لباب یہی تھا۔ پادری صاحب کی تمام شیخیاں کرکری ہو گئیں۔ نہ صرف تمام مسلمانوں نے بلکہ جملہ حاضرین نے پادری صاحب کی "حالت زار" اور شکست فاش کا اقرار کیا بلکہ خود پادری صاحب کو بھی اپنی ذلت کا اعتراف ہے جس سے ہمارے ایمان میں بہت زیادتی ہوئی۔ صدق قول دینا "انی مھین من اراد اھانتک" خاکسار سلسلہ احمدیہ کا ادنیٰ ترین خادم

اللہ دتا جالندھری قادیان

البیان الصحیح

بابیوں کی طرف سے ایک رسالہ "عمدۃ التنقیح در دعوۃ مہدی و مسیح" شائع ہوا ہے جس میں مہدی و مسیح کی بعض پیشگوئیوں کو باب و بہاء اللہ پر چسپاں کرنیکی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ رسالہ سے تاریخ طباعت و اشاعت کا پتہ نہیں چلتا۔ اس میں ایک بابی مفتی سے ایک مباحثہ کا ذکر ہے جو کسی ایسے مشہور و معروف احمدی عالم سے ہوا ہے جس کا نام و پتہ لکھنے سے بھی فسانہ نگار کو شرم آتی ہے۔ اور مرتب مباحثہ ایک سنی مسلمان قرار دیا ہے۔ خیر۔ ماراچہ ازیں قصہ۔ ہمیں تو ان مدعیانِ اصلاح و تجدید اور اجارہ داران "صلح عمومی" کی اس مزورانہ کارروائی پر رہ رہ کر حیرت آتی ہے کہ "ملکوت ابہٰی" کے ان اعیبہ فرساؤں نے ایک جعلی مباحثہ شائع کرکے اور جھوٹ کی نجاست کھا کر کیوں اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ لہٰذا اسوقت ہمیں انکی پُر از دجل و فریب کارروائی کو طشت ازبام کرنا مدِ نظر ہے۔ اور یہ بتانا مقصود ہے کہ مسیحؑ و مہدیؑ کی ساری پیشگوئیوں کا مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ وآلہ اطیب التحیۃ والثناء ہیں۔ سید علی محمد باب اور مرزا حسین علی بہا کو ان پیش خبریوں سے دور کی نسبت بھی نہیں۔

ماہ جون کے رسالہ ریویو میں اس رسالہ کے بہت سے حصہ کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اب بقیہ حصہ کا جواب ہدیۂ ناظرین ہے :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسباب:۔ کبھی یہ مرض موروثی ہوتا ہے جو لاعلاج ہے۔ عام جسمانی کمزوری۔ ملیریا بخاروں کے بعد کی کمزوری۔ تیز دھوپ۔ بچوں کو دودھ پلانے والی عورتیں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں۔ متواتر کئی روز تک مسور کی دال کھانا۔ موسم گرما میں اور گرم ممالک میں یہ مرض عموماً ہو جاتا ہے۔ یہ مرض ایک ماہ سے لیکر چھ ماہ تک رہا کرتا ہے۔ یعنی اس مدت میں اگر مناسب علاج ہو جائے تو مرض سے خلاصی ہو جاتی ہے۔ اگر زیادہ مدت گذر جائے تو پھر اس کا جانا مشکل ہے۔

علاج:۔ دن کو دھوپ سے آنکھوں کو محفوظ رکھنے سے بہت فائدہ ہو جاتا ہے۔ اگر دن کو ایک آنکھ سے دیکھنے کا کام لے اور ایک آنکھ پر نرم پٹی باندھ رکھے۔ انشاء اللہ رات کو جب پٹی کھولی جائیگی تو اس آنکھ سے بخوبی نظر آئیگا۔ سبز پودہ سونف کے چند قطرے پانی نکال کر روزانہ تین چار بار آنکھ میں ڈالیں ہفتہ عشرہ میں آرام ہوگا۔ بکرے کی کلیجی کا ایک ٹکڑا لیکر فلفل دراز باریک پیسکر اس ٹکڑے کو لگائے۔ پھر توا پر رکھ کر نیچے آگ جلائے۔ اس ٹکڑے سے پانی نکلیگا۔ اس پانی کو ایک چمچ میں لیکر آنکھ میں ڈالیں۔ اور وہ کلیجی کا بھونا ہوا ٹکڑا کھائیں۔ انشاء اللہ چند روز میں شکایت رفع ہوگی۔ یہ ایک قدیمی علاج ہے اور اکثر پرانی طبی کتابوں میں درج ہے۔ تجربہ سے بہت عمدہ ثابت ہوا ہے۔ سونٹھ کو عرق سونف میں گھس کر دن میں تین چار بار آنکھ میں لگائیں۔ سفید پیاز کا پانی بطریق مذکورہ لگائیں۔ نیز آب ادرک بہ نہج مذکورہ استعمال کریں۔

مذکورہ بالا سب ادویہ کے دوران استعمال میں دن کو دھوپ سے آنکھوں کو محفوظ رکھیں بلکہ پٹی باندھ رکھیں تو بہتر ہے۔ اور قبض نہ ہونے دیں۔ اگر قبض ہو تو اطریفل زمانی۔ یا حبّ صبر یا حبّ عصارہ ریوند وغیرہ ادویہ میں سے جو میسّر آئے استعمال کر کے قبض کشائی کریں۔

نوٹ۔ اگر جسم میں کمزوری زیادہ ہو یا ملیریائی زہر کا اثر ہو تو پہلے انکا علاج کرنا ضروری ہے۔ اسکے لئے کونین سلفاس۔ فیرائی سلفاس۔ نکس وامیکا کا خالص سفوف۔ ان تینوں ادویہ کو برابر وزن لیکر کھرل میں ڈالکر خوب باریک کریں۔ پھر قدرے گوند کا پانی ڈالکر ایک ایک رتی کی گولیاں بنائیں۔ ایک گولی صبح ایک دوپہر اور ایک شام کو بعد از غذا کھائیں۔ خالی شکم ہرگز نہ کھائیں۔ (کونین۔ کچلہ۔ فولاد یہ ہے حبّ ہم زاد) ان گولیوں کو دو ہفتہ سے زیادہ نہ کھائیں۔ اور ایک ہفتہ کے بعد دو تین روز ناغہ ضرور کریں۔

(باقی دارد)

خاکسار نظام الدین از جموں

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطرے سے پہلے ہوشیار ہو جائیے!

ملیریا کے پھیلنے کا وقت آگیا ہے

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن

جوڑی۔ بخار و تلی کی دوا

پیتے ہی تمام بیماریاں رفع ہو جاتی ہیں

جب دشمن بڑھ جائے تو اُس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے قبل سے ہی حفاظت کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی دوا پینتالیس سال سے ہزارہا مریضوں کو صحت کر رہی ہے۔ اسکے پینے سے کیسا ہی جاڑے کا بخار ہوا کرتا۔ تجاری و چوتھیا ہو سب رفع ہو جاتے ہیں۔ اور متورم تلی بھی کٹ جاتی ہے۔ قیمت:-

شیشی کلاں (۴ ½ اونس) پندرہ آنہ + محصولڈاک آٹھ آنہ - ۸/
تین شیشی دو روپے بارہ آنہ - ۲/۱۲ + محصولڈاک چودہ آنہ - ۱۴/
شیشی خورد (۲ - اونس) نو آنہ - ۹/ + محصولڈاک آٹھ آنہ ۸/
تین شیشی خورد ایک روپیہ دس آنہ ۱/۱۰ + محصولڈاک گیارہ آنہ ۱۱/

تھرمامیٹر

بخار کی حرارت معلوم کرنے کے لئے ہمارے ہاں تھرمامیٹر بھی موجود ہیں۔ آرڈر بھیجکر طلب کر لیجئے۔ قیمت فی عدد ۲/۸

عرق پودینہ (سبز)

اکثر اشخاص کو کھانا ہضم نہ ہونے یا دیر سے ہضم ہونے کی شکایتیں رہا کرتی ہیں خصوصاً برسات کے موسم میں جب قدرتاً قوت ہاضمہ کم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے عرق پودینہ سے بدہضمی۔ پیٹ کا پھولنا۔ پیٹ میں درد رہنا۔ ڈکاریں آنا۔ بھوک نہ لگنا۔ وغیرہ تمام شکایتیں رفع ہو جاتی ہیں۔ خصوصاً بچوں کیلئے یہ عرق نہایت مفید ہے۔ شیشی کلاں (سوا - اونس) بارہ آنہ محصولڈاک ۸/ تین شیشی دو روپیہ تین آنہ۔ محصولڈاک آٹھ آنہ۔ شیشی خورد (۱ - اونس) محصولڈاک ۶/ تین شیشی ایک روپیہ بیس آنہ۔ محصولڈاک آٹھ آنہ۔

نوٹ۔ ہماری دوائیں سب جگہ ملتی ہیں۔ اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ دوافروشوں سے دریافت کیجئے تاکہ وقت اور محصولڈاک میں بچت ہو۔

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن (صیغہ نمبر ۱۱) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ شیخ محمد وارث۔ رحمت علی۔ مرچنٹ۔ گورداسپور